REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N.61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم   وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP-23.

جلد ۴۳   شمارہ ۷

ولقد نصرکم اللہ ببدرٍ وانتم اذلۃ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:۔ منیر احمد خادم

نائبین:۔ قریشی محمد فضل اللہ، محمد نسیم خان

شرحِ چندہ: سالانہ ۱۰۰ روپے۔ بیرونی ممالک:۔ بذریعہ ہوائی ڈاک:۔ ۲۰ پاؤنڈ یا ۴۰ ڈالر امریکن۔ بذریعہ بحری ڈاک:۔ دس پاؤنڈ یا ۲۰ ڈالر امریکن

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516

ہفت روزہ بدر قادیان — ۱۷/۲/۱۹۹۴

۵ رمضان المبارک ۱۴۱۴ ہجری   ۱۷ تبلیغ ۱۳۷۳ ہش   ۱۷ فروری ۱۹۹۴ء

اخبارِ احمدیہ

لنڈن ۱۳ فروری۔ (ایم۔ٹی۔اے) سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بخیر و عافیت ہیں۔

رمضان المبارک کے ایام میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ سوائے جمعہ کے روزانہ ہندوستانی وقت کے مطابق سوا چار بجے سے چھ بجے تک درس القرآن ارشاد فرما رہے ہیں۔ ان دنوں سورۃ آلِ عمران رکوع ۱۵ کا درس چل رہا ہے۔ یہ درس مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ سے بواصلاتی سیارے کے ذریعہ تمام دنیا میں سنا جا رہا ہے۔

احبابِ کرام اپنے پیارے آقا کی صحت و سلامتی درازیٔ عمر، مقاصدِ عالیہ میں فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کے لئے دعائیں جاری رکھیں ٭

نماز ایسی شئ ہے کہ سیّئات کو دُور کر دیتی ہے

ارشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

"مَیں نے بارہا سمجھایا ہے کہ نماز کا تعہّد کرو جس سے حضور اور ذوق پیدا ہو۔ فریضہ تو جماعت کے ساتھ پڑھ لیتے ہیں۔ باقی نوافل اور سُنن کو جیسا چاہو طول دو۔ اور چاہیئے کہ اس میں گریہ و بکا ہو تا کہ وہ حالت پیدا ہو جاوے جو نماز کا اصل مطلب ہے۔ نماز ایسی شئے ہے کہ سیئات کو دُور کر دیتی ہے...... نماز کُل بدیوں کو دُور کر دیتی ہے۔ حسنات سے مراد نماز ہے"

"دیکھو ایک مریض جو طبیب کے پاس جاتا ہے اور اس کا نسخہ استعمال کرتا ہے اگر دس بیس دن تک اس سے کوئی فائدہ نہ ہو تو وہ سمجھتا ہے کہ تشخیص یا علاج میں کوئی غلطی ہے۔ پھر یہ کیا اندھیر ہے کہ سالہا سال سے نمازیں پڑھتے ہیں اور اس کا کوئی اثر محسوس اور مشہود نہیں ہوتا۔ میرا تو یہ مذہب ہے کہ اگر دس دن بھی نماز کو سنوار کر پڑھیں تو تنویرِ قلب ہو جاتی ہے"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۴۴۵، ۴۴۶)

خلاصہ خطبہ جمعہ ۱۱ فروری ۱۹۹۴ء بمقام مسجد فضل لنڈن

رمضان المبارک اللہ تعالیٰ کے جلووں کی خاطر قائم کیا گیا ہے!

ایمان کے تقاضے پورے کرتے ہوئے اور اپنے نفس کا محاسبہ کرتے ہوئے ان چند دنوں کو گزارو!!

از سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

لنڈن۔ (ایم۔ٹی۔اے) تشہد و تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۱۸۴ تا ۱۸۷ کی تلاوت فرمائی اور روزہ کی اہمیت و برکات پر مشتمل نہایت ایمان افروز خطبہ ارشاد فرمایا۔ حضور نے فرمایا کہ رمضان میں جو لوگ روزہ نہیں رکھ سکتے اُن کی دو قسمیں ہیں۔ ایک تو وہ جو دائم المریض ہیں۔ اُن کے متعلق حکم ہے کہ اگر روزہ نہیں رکھ سکتے تو فدیہ دے دیں۔ بعض وہ ہیں جو رمضان کے ایام میں بیماری یا سفر کی وجہ سے مجبور ہیں۔ اور بعد میں روزہ رکھ سکتے ہیں اُن کے لئے بھی حکم ہے کہ وہ بے شک بعد میں روزہ رکھیں لیکن ایامِ رمضان میں روزہ نہ رکھ سکنے کی حسرت کو کچھ کم کرنے کے لئے فدیہ دیں۔ اور پھر طوعی نیکی کے طور پر اس میں ان لوگوں کو بھی فدیہ دینے کی ترغیب دی گئی ہے جو روزے رکھ سکتے ہیں کہ ہر دو طرح کی نیکی سے استفادہ کریں۔

حضور نے فرمایا اصل چیز فدیہ نہیں ہے۔ اصل چیز روزہ ہے۔ اور اُن لوگوں کو جو ذرا ذرا سے نفس کے بہانے تلاش کرتے رہتے ہیں اور معمولی معمولی وجوہات سے روزہ رکھنے کی طاقت رکھنے کے باوجود روزہ نہیں رکھتے۔ اور سوچتے ہیں کہ ہم فدیہ ادا کر دیں گے۔ اللہ فرماتا ہے وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۔ کہ فدیہ دے کر تم یہ نہ سمجھنا کہ تم نے نیکی کو پا لیا ہے۔ روزہ روزہ ہی ہے۔ حقیقی اور سچے بیمار ہو تو نیکی اسی میں ہے کہ روزہ نہ رکھو۔ اور فدیہ دو۔ اور اگر نفس کا بہانہ ہے تو تم کوشش کر کے دیکھو تو شاید تمہیں اللہ تعالیٰ روزہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ روزہ رکھنا بہرحال بہتر ہے۔

حضور نے فرمایا روزے تو اسلام سے قبل بھی مذاہب میں فرض کئے گئے تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ ماہِ رمضان جو مسلمانوں کے لئے رکھا گیا ہے یہ ہدایت کی سب سے اعلیٰ و ارفع شکلیں دنیا کے سامنے پیش کرتا ہے اور یہ رمضان جو مسلمانوں پر فرض کیا جا رہا ہے یہ ہدایت کو آگے بڑھاتے ہوئے اس کی بہترین صورتوں تک پہنچاتا ہے۔ اور پھر فرقان عطا کرتا ہے یعنی ایسی روشن دلیل بخشتا ہے جو حق و باطل میں فرق کرنے کے علاوہ غالب آنے والی ہے۔ پس یہ ساری برکتیں رمضان کے ایک مہینے میں اکٹھی کر دی گئی ہیں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو روزے کا حکم دیا ہے تو اس سے یہ مراد نہیں کہ مومنوں پر سختی وارد کی جائے۔ بلکہ حکم ہے کہ مریض یا مسافر ہو تو روزہ بعد میں رکھ لے۔ اور پھر یہ حکم نہیں کہ اگر گرمی کے روزے ہیں تو سال کے دوران گرمیوں میں ہی رکھو۔ بلکہ فرمایا جب چاہو سہولت سے رکھ لو۔ لیکن بہرحال یہ حکم ضرور ہے کہ جتنے روزے چھوٹے ہیں اتنے ضرور رکھو۔

اپنے بصیرت افروز خطبہ جمعہ کو جاری رکھتے ہوئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ بات جو روزے کا قبلہ و کعبہ ہے بلکہ ہر نیکی کا نقطۂ مرکزی ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب بھی مجھے تلاش کرنے والے میرے بندے تجھ سے پوچھیں کہ مَیں کہاں ہوں (انہیں کہہ) میں تو قریب ہوں۔ مَیں دعوت دینے والے کی دعوت کا جواب دیتا ہوں۔ اس میں پہلا معنی یہ ہے کہ جس کے دل میں وصالِ الٰہی کی خواہش ہے، قربِ الٰہی کے دروازے اسی پر کھلتے ہیں تو معلوم ہوا کہ رمضان المبارک اللہ تعالیٰ کے جلووں کی

(باقی صفحہ ۱۵ پر)

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے۔ پرنٹر و پبلشر نے فضلِ عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر:۔ نگران بورڈ بدر قادیان۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ
ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۱۷ تبلیغ ۱۳۷۳ ہش

زکوٰۃ ــــ ایک اہم اسلامی رُکن

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طریق مبارک تھا کہ آپ رمضان میں جہاں دُوسری عبادات و ریاضات پر کمر کس لیتے تھے وہاں کثرت سے صدقہ و خیرات بھی فرمایا کرتے تھے تاکہ دوسروں کی ضروریات پُوری ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر و احسان ہے کہ ایک بار پھر رمضان المبارک ہماری زندگیوں میں آیا۔ اللہ تعالیٰ توفیق دے کہ رُوحانیت کی اس بہار سے جہاں عبادت و ریاضت کے ثمیریں پھل چنیں، ہمدردی بنی نوع کے پیشِ نظر جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مال عطا فرمایا ہے سُنّتِ نبویؐ کی پیروی میں اس کی راہ میں خرچ کریں۔ خدا تعالیٰ کے مستحق اور غریب بندوں کے لئے اپنے عزیز اَموال پیش کر دینا یقیناً خدا کے نزدیک مقبول امر اور اس کی خوشنودی کا ذریعہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہر شخص کو اپنی کسی نہ کسی خاص نعمت سے نوازا ہے۔ اور متقین کی علامت یہ بیان فرمائی کہ خُدا تعالیٰ نے جو کچھ بھی انہیں دیا ہے وہ خرچ کرتے ہیں۔ خدا داد ہر استعداد کو مُحض بنی نوع کی بہبُود کے لئے خرچ کرنا اس کی زکوٰۃ ہے۔ دینی اور دُنیوی ضروریات کی تکمیل میں مال ایک اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اس لئے حقیقی خوشی اور سچی خوشحالی کے لئے صدقہ و خیرات اور زکوٰۃ کا تاکیدی حکم ہے۔ چُونکہ اَموال سے طبعی طور پر محبت ہوتی ہے اور ہر شخص اسے اکٹھا کرنے اور اس کے محفوظ رکھنے کی طرف خصوصی توجہ رکھتا ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے مجموعی رنگ میں ارشاد فرمایا کہ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۝ (آل عمران: ۹۳) کہ حقیقی نیکی تم حاصل کر ہی نہیں سکتے جب تک اپنی محبوب چیزوں کو خرچ نہ کروگے۔ جو شخص اپنے اموال کو خدا کی راہ میں خرچ کرنے سے ڈرتا ہے اس کو تنبیہہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَالَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّھَبَ وَالْفِضَّۃَ وَلَا یُنْفِقُوْنَھَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ۙ فَبَشِّرْھُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ۝ یَّوْمَ یُحْمٰی عَلَیْھَا فِیْ نَارِ جَھَنَّمَ فَتُکْوٰی بِھَا جِبَاھُھُمْ وَجُنُوْبُھُمْ وَظُھُوْرُھُمْ ۭ ھٰذَا مَا کَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِکُمْ فَذُوْقُوْا مَا کُنْتُمْ تَکْنِزُوْنَ ۝ (التوبہ: ۳۴-۳۵)

یعنی جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے رہتے ہیں اور اسے خدا تعالیٰ کی راہ میں اس کے احکام کے مطابق خرچ نہیں کرتے ایسے لوگوں کو دردناک عذاب کی خوشخبری سُنا دو جس دن کہ اس (سونے چاندی کو جمع کرنے کے باعث) جہنم کی آگ کو بھڑکایا جائے گا۔ پھر اس سے ان کی پیشانیاں اور ان کے پہلو اور ان کی پیٹھیں داغی جائیں گی (پھر کہا جائے گا) کہ یہ وہ مال ہے جو تم نے اپنی جانوں کے فائدہ کے واسطے اکٹھا کیا تھا۔ پس اپنے جمع شدہ مالوں کا مزہ چکھو۔

نماز کے ساتھ اکثر جگہ پر قرآن مجید میں زکوٰۃ کی ادائیگی کو بھی ضروری قرار دیا گیا ہے جیسا کہ فرمایا:-

وَمَآ اٰتَیْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّیَرْبُوَا۟ فِیْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا یَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰہِ ۚ وَمَآ اٰتَیْتُمْ مِّنْ زَکٰوۃٍ تُرِیْدُوْنَ وَجْہَ اللّٰہِ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُضْعِفُوْنَ ۝ (الروم: ۴۰)

ترجمہ:- اور جو روپیہ تم سُود حاصل کرنے کے لئے دیتے ہو تاکہ وہ لوگوں کے مالوں میں بڑھے تو وہ روپیہ اللہ کے حضور میں نہیں بڑھتا اور جو تم اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے زکوٰۃ کے طور پر دیتے ہو تو یاد رکھو کہ اسی قسم کے لوگ خدا کے ہاں (روپیہ) بڑھا رہے ہیں۔

ایک اور جگہ پر تاکیدی حکم دیتے ہوئے فرمایا:-

وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَارْکَعُوْا مَعَ الرّٰکِعِیْنَ ۝ (البقرۃ: ۴۴)

یعنی نماز کو قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور خدا کی خالص پرستش کرنے والوں کے ساتھ مل کر خدا کی خالص پرستش کرو۔ سُورۃ المومنون میں اللہ تعالیٰ نے ان مومنوں سے جو زکوٰۃ باقاعدہ ادا کرتے ہیں کامیابی کا وعدہ فرمایا ہے۔ (آیت نمبر ۶)

احادیث میں بھی زکوٰۃ کی ضرورت و اہمیّت پر بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ اور زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں کے متعلق سخت تنبیہہ کی گئی ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس صاحب مال نے اپنے مال سے زکوٰۃ ادا نہ کی ہوگی اس کے مال کو جہنم کی آگ پر گرم کیا جائے گا پھر اس کی تختیاں بنا کر ان کے ذریعہ سے اس کے پہلوؤں پر داغ دیا جائے گا۔ (نیل الاوطار جلد ۴ صفحہ ۱۵۵)

مشکوٰۃ کی ایک حدیث میں آتا ہے کہ جس مال پر زکوٰۃ واجب ہو مگر ادا نہ کی جائے بلکہ زکوٰۃ کا حصّہ اس میں شامل رہنے دیا جائے تو وہ دُوسرے مال کو بھی تباہ و برباد کر دے گا۔

جس طرح ماہِ صیام کے لئے سال بھر انتظار کرنا پڑتا ہے اسی طرح زکوٰۃ بھی سال میں ایک بار ادا کرنی ہوتی ہے۔ اور جب کوئی انسان خاص مواقع اور حالات میں نیکی کرتا ہے خدا تعالیٰ کے خاص انعامات کا وارث بھی بنتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب عرب قبائل نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا تو سیدنا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایسے لوگوں سے سختی سے جنگ کی اور نادہندگان سے زکوٰۃ وصول کی۔

ضروری ہے کہ زکوٰۃ امام وقت کے پاس یا اس کے جاری کردہ بیت المال میں جمع ہو کوئی شخص انفرادی طور پر زکوٰۃ کی رقم اپنی مرضی سے صَرف نہیں کر سکتا جہاں اس رقم سے غُرباء کی اِمداد کی جاتی ہے۔ دیگر دینی مصارف کی ادائیگی بھی ہوتی ہے۔ یہی وہ سرمایہ ہے جس سے اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے سامان میسر آتے ہیں۔ زکوٰۃ کا چندہ بیت المال میں جمع ہوتا ہے۔ اور امام وقت کی اجازت و رہنمائی میں خرچ کیا جاتا ہے۔ موجودہ زمانہ میں دیگر مُسلمان جہاں اور ارکانِ اسلام سے دُور جا پڑے ہیں زکوٰۃ کے اس اہم اسلامی رُکن کو بھی ترک کر دیا ہے۔ کیونکہ کسی اور فرقہ کے ہاں خلافتِ حقّہ کی عدم موجودگی کے باعث مرکزی بیت المال ہی باقی نہیں رہا۔

اللہ تعالےٰ کا بے حد شکر و احسان ہے کہ جماعتِ احمدیہ کو اس زمانہ میں اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لئے امام مہدی علیہ السلام کے ذریعہ قائم فرمایا ہے۔ اور بفضلہ تعالیٰ جماعت کا ایک مستحکم نظامِ بیت المال جاری ہے۔ اور مخلصینِ جماعت کے چندہ جات زکوٰۃ، لازمی اور طوعی چندوں کی صُورت میں اکٹھے ہوتے ہیں جو خلیفۂ وقت کی منظوری اور ہدایات کی روشنی میں رفاہی اُمور میں صرف ہوتے ہیں۔ کہیں تراجم قرآنِ مجید و لٹریچر کی اشاعت ہو رہی ہے، کہیں مساجد بن رہی ہیں۔ کہیں اسکول و ہسپتال سے خدمتِ خلق ہو رہی ہے اور کہیں قدرتی آفات یا اپنی مصیبتوں میں پھنسے ہوئے دُکھی بندگانِ خدا کی بروقت امداد ہو رہی ہے۔ دن بدن اللہ تعالیٰ خدمتِ اسلام کے لئے عظیم الشان ذرائع پیدا فرما رہا ہے۔ ان کو بروئے کار لاتے ہوئے بھٹکی ہوئی روحوں کو ان کے خالق سے ملانے کے لئے اسباب ہو رہے ہیں۔ برق رفتاری سے اکنافِ عالم میں تبلیغ و اشاعتِ اسلام اور تربیت کا کام سرانجام دیا جا رہا ہے۔

اللہ تعالےٰ نے خلافتِ حقّہ کی بدولت مخلصینِ جماعت کے چندوں میں اتنی برکت ڈالی دی ہے کہ اغیار کے لئے یہ باور کرنا ہی مشکل ہے کہ یہ سرمایہ صرف اور صرف ایک غریب جماعت کے افراد کا ہے۔ اس کے پیچھے تیل کی دولت یا کسی ترقی یافتہ ملک کی کرنسی نہیں بلکہ ایسے افراد کی قُربانیاں ہیں جن کے دِل میں عشق و محبت کا دریا موجزن ہے اور مالی قربانی کی وہ رُوح کام کر رہی ہے جو قرآن اور اسلام نے اپنے حقیقی متبعین کے سینوں میں پھُونک دی ہے۔

ہر احمدی اپنی محنت و مزدُوری سے کمایا ہُوا پیسہ دے کر اطمینان کر لیتا ہے کہ جہاں ایک طرف خدا کے خزانہ میں جمع ہو گیا۔ دُوسری طرف اس دریا میں بھی مدغم ہو گیا ہے جس کی طرف ایسے ہی بے شمار قطرات اور امواج رُخ کئے ہوئے بڑھ رہی ہیں اور اس سے ثمر آور درخت سیراب ہوں گے یا اکٹھے ہو کر کسی عظیم الشان قوت میں تبدیل ہو جائیں گے۔ ان قطرات کی مانند نہیں جو کہ رُخ متفرق سمتوں میں ہو اور بجائے اکٹھے ہو کر مفید بننے کے ایک ایک کر کے مٹی میں ہی جذب ہو جاتے ہیں۔

پس ہماری خوش قسمتی ہے کہ اشاعت و تبلیغِ اسلام کا موقعہ ہمیں ملا اور خُدا تعالےٰ نے ہمیں اس قُربانی کے لئے چُنا۔ پس رمضان میں روزہ کی بدنی ریاضت کے ساتھ دین کی خارق عادت بڑھتی ہوئی ضروریات کے پیشِ نظر زکوٰۃ کی مالی قربانی کی طرف بھی توجہ کرنی چاہیئے۔ دیگر مالی قربانیوں کے نتیجہ میں زکوٰۃ کی اہمیت کم یا ختم نہیں ہو جاتی۔ بلکہ جس کو اللہ تعالیٰ نے اتنا مال دیا ہے کہ اس پر زکوٰۃ فرض ہے۔ اسے چاہیئے کہ وہ ادا کرے ورنہ وہ سخت گنہگار ہوگا۔

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"عزیزو! یہ دین کے لئے اور دین کی اغراض کے لئے خدمت کا وقت ہے۔ اس وقت کو غنیمت سمجھو کہ پھر کبھی ہاتھ نہیں آئے گا۔ چاہیئے کہ زکوٰۃ دینے والا اسی جگہ اپنی زکوٰۃ بھیجے اور ہر ایک فضولیوں سے اپنے تئیں بچاوے۔" (کشتی نوح)

پس اللہ تعالےٰ ہم سب کو اپنی راہ میں بے دریغ مالی اور جانی قربانی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ وَمَا تَوْفِیْقُنَآ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَظِیْمِ۔

(قریشی محمد فضل اللہ)

خطبہ جمعہ

دل میں حمد کا سچا شعور پیدا ہو ہی نہیں سکتا جب تک پہلے حقیقی تبتّل اور بدی کی پہچان نہ ہو جائے

بدیوں کی پہچان کریں اور بدیوں کو چھوڑنے کیلئے ایک جہاد شروع کریں

پانچ سال میں اپنا ایک نئی صدی کا تصور دکھا دیا ہے اگر آپ نے اس تصویر کی طرف توجہ نہیں کی تو وہ نقش پیچھے ہوتے چلے جائیں گے

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۸ اخاء ۱۳۷۲ ہش مطابق ۸ اکتوبر ۱۹۹۳ء بمقام مسجد فضل لندن

تشہد و تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور ایدہ اللہ نے سورۃ الروم کی حسب ذیل آیات کی تلاوت فرمائی۔

فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ ۝
وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا
وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ ۝
يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ
الْحَيِّ وَيُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ وَكَذٰلِكَ
تُخْرَجُوْنَ ۝

(سورۃ الروم: آیات ۱۸ تا ۲۰)

بعدہٗ حضور انور نے فرمایا:۔

گزشتہ جمعہ پر میں نے یہ اعلان کیا تھا کہ بعض اجتماعات منعقد ہو رہے ہیں بعض جلسے ہو رہے ہیں اور ان سب کی خواہش ہے کہ ہمارا نام بھی جمعہ میں اگر سنا دیا جائے تو سب دنیا کو پتہ لگے کہ ہم بھی اس دینی مصروفیت میں اس وقت مشغول ہیں اور ہمارے لئے بھی دعائیں ہونگی۔ یہ ایک نیک نیت ہے جس کی وجہ سے وہ اپنے ناموں کو شامل کرنا چاہتے تھے۔ مگر بہت سے نام تو وقت پر پہنچ گئے لیکن کئی ایسے بھی تھے کہ میں جمعہ کے بعد واپس گیا ہوں تو وہاں فیکس آئی پڑی تھیں اس لئے ان کی خواہش کے احترام میں پہلے میں ان کے نام لیتا ہوں۔ ہماری عمومی دعائیں جو ان سب کے لئے کی گئی تھیں وہ تو ان کو پہنچ ہی چکی ہوں گی لیکن اب صرف رسماً ان کا نام لینا باقی ہے۔ کچھ ایسے اجتماعات ہیں جو آج شروع ہو رہے ہیں یا اس وقت پہلے سے جاری ہیں اور کچھ دن تک جاری رہیں گے جو نام لینے سے رہ گئے تھے ان میں سے ایک مجلس خدام الاحمدیہ ضلع جہلم (پاکستان) کا سالانہ اجتماع ہے جو ۳۰ ستمبر سے یکم اکتوبر تک منعقد ہوا۔

اس مجلس میں بہت سی ایسی مجالس ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے کام کی بہت بڑی صلاحیتیں بخشی ہیں لیکن آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ محبت کا وہ تعلق نہیں جو

مومنانہ اخوت

کے نتیجہ میں پیدا ہونا چاہیئے۔ اس کی وجہ سے ان کی ساری صلاحیتیں ضائع ہو رہی ہیں۔ لمبے عرصے سے یہ سلسلہ جاری ہے۔ ہزار دفعہ سمجھانے کی کوشش کی۔ مختلف لوگ گئے لیکن ان کا حال وہی ہے کہ سر پنچ کا کہا پنچوں کا کہا سر آنکھوں پہ لیکن پرنالہ وہیں رہے گا۔ وہاں سے نہیں ہلے گا۔ جہاں لگ گیا پرنالہ وہیں لگا رہے گا۔ اب اس پرنالے سے رحمت کا پانی بھی برس سکتا ہے اور عذاب کا پانی بھی برس سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو عقل دے۔ اگر پرنالہ نہیں بدلنا تو پانی تو بدل لیں اس سے خدا کے غضب کا پانی تو قبول نہ کریں مگر پتہ نہیں وہ کونسی زبان استعمال ہوگی کہ وہ سمجھیں گے اور آپس میں ایک دوسرے سے محبت و اخوت کا تعلق قائم کر لیں گے ہر ایک یہ سمجھتا ہے کہ میں درست ہوں اور ساری شرارت دوسرے کی وجہ سے ہو رہی ہے شکایت بازی کا سلسلہ ہے جو لامتناہی چل رہا ہے اور ختم ہی نہیں ہو رہا۔ ان کے حوالے سے میں جہلم کی جماعت کو عموماً بھی اور باقی سب مجالس کو اور جماعتوں کو یہ نصیحت کرتا ہوں کہ

اجتماعات تو جمعیت کا نشان ہوتے ہیں

اکٹھا کرنے کی ایک مثال ہوتے ہیں۔ اگر اکٹھے ہوں اور دل ایک دوسرے سے دور ہوں تو ایسے اکٹھے ہونے کا کوئی بھی فائدہ نہیں خدا تعالیٰ کے نزدیک جہاں دل نہ ملے ہوں وہاں کی جمعیت اکٹھا کرنے کی بجائے تفریق کا موجب بنا کرتی ہے پس ایسے لوگ جن کے دل نہ ملے ہوں وہ جتنا اکٹھا ہوں گے دشمنیاں اور بڑھیں گی اور ایک دوسرے پر اعتراض کے مواقع ہاتھ آئیں گے کہ دیکھو جی! فلاں عہدیدار ہے اس نے یہ کیا اور یہ نہ کیا۔ ہمارے آدمی کو ووٹ نہیں ملے وہ ہوتا تو یوں ہوتا۔ شیطان کے سو قسم کے وسوسے ہیں جو پھر دلوں میں راہ پا جاتے ہیں اور اجتماع تفریق کا نشان بن جاتا ہے۔ اس لئے میں نصیحت کرتا ہوں اور بار بار نصیحت کرتا ہوں کہ جو دل اکٹھے ہونے کے ہیں۔ ہم نے خود ہی اکٹھے نہیں ہونا تمام جہان کو اکٹھے کرنا ہے۔ اس لئے یہ چھوٹی چھوٹی گھٹیا کمینی باتیں زیب نہیں دیتیں اگر باز نہیں آؤ گے تو پھر خدا تم سے دوسرا سلوک کرے گا پھر تمہارے کا معاملہ ختم ہو جاتا ہے۔ وہ ایک طرف رہ جاتا ہے۔ پھر نظام جماعت کار فرما نہیں رہے گا۔ پھر اوپر کا جو اللہ کا نظام ہے۔ نظام سے اوپر جو ایک غالب نظام ہے وہ چلے گا اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق عطا فرمائے کہ تقویٰ کے ساتھ اپنے سب بغض اور کینے ختم کریں اور مومنانہ اخوت کے ساتھ ایک جان ہو جائیں تاکہ جو برکتیں سارے جہان پر نازل ہو رہی ہیں اس کی کچھ بوندیں محمود آباد جہلم وغیرہ پر بھی پڑ جائیں تو کیا نقصان ہے۔

آسٹریلیا نے دو اکتوبر تا ۴ اکتوبر تربیتی کلاس منعقد کی تھی ان کا نام بھی پڑھنے سے رہ گیا تھا آج خدا کے فضل سے مجلس انصار اللہ مجلس خدام الاحمدیہ، مجلس اطفال الاحمدیہ چنتہ کنٹہ صوبہ آندھرا پردیش (انڈیا) کے اجتماعات ہو رہے ہیں۔ یہ ایک اچھی مخلص جماعت ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلد جلد ترقی کر رہی ہے میں امید رکھتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ یہ اجتماعات ان کو ترقیات کے نئے دور

میں داخل کر دیں گے۔

جماعت احمدیہ ناروے کا گیارہواں جلسہ سالانہ ۱۰ اکتوبر سے منعقد ہو رہا ہے۔ جماعت احمدیہ ناروے کے متعلق یہ بتانا چاہتا ہوں کہ انہوں نے

ناروے میں مسجد

بنانے کی حامی بھری تھی اور ان کے سپرد میں نے یہ کام کیا تھا کہ چندوں کی اپیل سے پہلے وہاں زمین لیں اور جماعت قائم کریں پھر ساری دنیا سے چندوں کی اپیل کی جائے گی اور آپ کی جو کمی ہے وہ پوری ہو جائے گی انہوں نے یہ خوشخبری بھیجی ہے کہ اللہ کے فضل سے کمیٹی نے باقاعدہ فیصلہ کر کے وہاں ایک نہایت ہی عمدہ با موقعہ اوپر کی زمین جو ایک خوبصورت پہاڑی چوٹی پر واقع ہے اور ایک ایکڑ سے زیادہ رقبہ ہے وہ جماعت احمدیہ کو مسجد کے لئے تحفۃً پیش کر دی ہے اور انہوں نے کوئی پیسہ وصول نہیں کیا۔ دوسرا کام کرنے کے لئے ان کا وفد اب وہاں گیا ہے یا جانے والا ہے جو تبلیغ کر کے وہاں جماعت قائم کرے گا جب یہ دونوں شرطیں اکٹھی ہو جائیں گی تو پھر انشاء اللہ تعالیٰ چندہ کی عام تحریک بھی کر دی جائے گی۔ اس سے پہلے جو ہو چکا ہے وہ یہ ہے کہ میرے ساتھ جو قافلہ تھا انہوں نے ایک ہزار پاؤنڈ کا وعدہ تحریک سے پہلے ہی کر دیا تھا۔ اس میں میں نے بھی اپنا شامل کر لیا اس طرح ہمارے قافلے کا دو ہزار پاؤنڈ کا وعدہ اور کچھ خطبہ کے نتیجہ میں لوگوں نے وعدے بھی لکھوا دیئے یا رقم ادا کر دی بہر حال جب عام تحریک ہو گی اور جب جیسا کہ میں نے بتایا ہے وہاں جماعت بھی کچھ قائم ہو جائے گی تو مسجد کے کام کا آغاز ہو جائے گا۔ جماعت احمدیہ ناروے اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑی مستعد ہو رہی ہے اور کچھ اندرونی تفرقے جو تھے وہ مٹ رہے ہیں ان کو بھی دعاؤں میں یاد رکھیں، اللہ تعالیٰ غیر معمولی ترقیات عطا فرمائے۔

مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کی چوتھی مجلس شوریٰ کل ۹ اکتوبر سے شروع ہو رہی ہے۔ خدام الاحمدیہ جرمنی بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت جلد جلد ترقی کر رہی ہے اور بڑے اعلیٰ پایہ منصوبے بنا رہی ہے اور خدا کے فضل سے انھیں جوان میں تھا ہے جماعت پاکستان کو پیچھے بار بار نصیحت کی تھی کہ چندوں میں جرمنی آگے نکلنے والا ہے ذرا ہوش کرو لیکن نہ دیا لیکن نکل گیا۔ اب میں خدام الاحمدیہ کی طرف سے سب دنیا کو نوٹس دے رہا ہوں کہ جرمنی کی خدام الاحمدیہ اس تیزی سے آگے بڑھ رہی ہے کہ اگر باقی جماعتوں نے خدام الاحمدیہ نے ہوش نہ کی تو ان کو بہت پیچھے چھوڑ جائے گی ان کا تبلیغی منصوبہ اتنا عظیم الشان ہے کہ جب ۲۰ ہزار والا سال شروع ہوگا تو اس سال کے لئے یا اس سال تک کے لئے انہوں نے ایک لاکھ بیعتوں کا وعدہ لکھوایا ہے اب بظاہر لگتا ہے کہ یہ پاگلوں والا خیال ہے۔ اتنی بڑی تعداد میں یورپ میں احمدی بنانا ناممکن ہے لیکن جو عالمی بیعت تھی وہ کب ممکن تھی جبکہ میں پندرہ سو کے قریب جو یورپین احمدی ہو سکے ہیں یہ کون سا ممکن دکھائی دیتا تھا تو اب ہم ممکنات کی دنیا سے ناممکنات کی دنیا میں جا چکے ہیں۔ وہ دنیا جہاں دعا اور اللہ کی تقدیر دعا کو قبول کر کے ناممکن کو ممکن بنا دیتی ہے۔ یہ وہی مضمون ہے جس کے متعلق حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے

> غیر ممکن کو یہ ممکن میں بدل دیتی ہے
> اے مرے فلسفیو زورِ دعا دیکھو تو

یہ ناممکن باتیں دعا کے زور سے انشاء اللہ ہوں گی۔ جماعت جرمنی کو بھی اور خصوصیت سے خدام الاحمدیہ جرمنی کو میں متوجہ کرتا ہوں کہ اب تک جو کامیابیاں ہیں ان میں اگر آپ کو یہ وہم ہو گیا ہے کہ اپنے زور بازو یا اچھے منصوبوں کے نتیجہ میں ہیں تو برکتیں ہاتھ سے جاتی رہیں گی۔ جتنی بڑی کامیابیاں ہوں اتنا سر جھکنا چاہئے اور یقین رکھیں کہ فالحمد یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور وہی خدا جو توفیق بخشتا ہے

وہ بھی اس کا فضل ہی ہے جو اچھے خیال سمجھاتا ہے یہ بھی اس کا فضل ہی ہے ورنہ انسان لاکھ زور مارے اپنی طاقت سے کچھ نہیں کر سکتا۔ پس دعا کریں اور یقین رکھیں تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو بلند منصوبوں کو پورا کرنے کی توفیق بخشے گا اور آپ باقی دنیا کے لئے بھی نمونہ بنیں گے

گزشتہ جمعہ پر میں یہ مضمون بیان کر رہا تھا کہ

خالق کی اپنی مخلوق پر ایک چھاپ

ہوتی ہے اور خالق کا حسن اس کی تخلیق میں ضرور جلوہ گر ہوتا ہے اس ضمن میں ایک اور شبہ یا وہم ہے جس کا ازالہ ضروری ہے جب ہم خدا تعالیٰ کی کائنات پر نظر کرتے ہیں تو بعض بہت ہی بھیانک اور بدصورت چیزیں بھی دکھائی دیتی ہیں ایسے ایسے خوفناک شکلوں کے جانور ہیں جن کو بچے دیکھیں تو ڈر سے اُن کی نیندیں اُڑ جاتی ہیں اور ایسی مخلوقات ہیں جو اس سے پہلے زمین میں دفن ہو گئیں ان کو انہوں نے جب موت سے دوبارہ اُجالا ہے یعنی ان کے دبے ہوئے ڈھانچوں سے ان کے پنجروں کو دیکھ کر انہوں نے ان کی ازسرِ نو تخلیق کی کوشش کی ہے تو بڑے بڑے بھیانک جسم سامنے آئے ہیں۔ پس سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر خالق کی چھاپ میں یہ بدصورتی کیسے ہو گئی۔ میں اب آپ کو اس کی مثال کی طرف واپس لے کر جاتا ہوں جو میں نے ایک تصویر کے ساتھ مصور کے حسن کی نسبت کی صورت میں بیان کی تھی۔ ہر مصور کو اپنی تصویر سے ایک نسبت ہوتی ہے اور وہ حسن کی نسبت ہے جو مصور میں پایا جاتا ہے لیکن تصویریں ساری حسن کی تو نہیں بنائی جاتیں تصویریں بعض دفعہ بڑی بڑی خوفناک اور بھیانک بنائی جاتی ہیں اور بعض مصنف ایسے ایسے خوفناک کیریکٹر اور کردار اپنے قلم سے اُچھالتے ہیں کہ انسان ان کو حیرت زدہ ہو کر دیکھتا ہے لیکن اس کے باوجود محبت کی نظر سے نہیں بلکہ بعض دفعہ خوف کی نظر سے بعض دفعہ نفرت کی نظر سے۔ پھر وہ مضمون کہاں گیا کہ ہر مصنف کو اپنی تصنیف سے نسبت ہے، ہر مصور کو تصویر سے ایک نسبت ہے جو وہ بناتا ہے۔ بات یہ ہے کہ تخلیق کا حسن قطع نظر اس کے کہ کیا تخلیق ہے اپنی ذات میں ایک مقام رکھتا ہے۔ ایک مصور جب بدصورت چیز بنا کر دکھانا چاہے تو اس کے قلم سے اگر کہیں خوبصورتی ظاہر ہو جائے تو مصور کا کمال نہیں ہوگا بلکہ اس کی غلطی اور اس کی خامی ہوگی۔ جب ایک بھیانک تصور کو مصور ہو یا ایک لکھنے والا ہو اپنے قلم سے کاغذ پر اُتارتا ہے تو جتنا بھیانک وہ تصور ہے بعینہٖ ویسا تصور کا نمونہ کاغذ پر نقش ہو جانا چاہئے پس اگر بھیانک تصور کو پیش کرنا مقصود ہو اور وہ مقصد بعض اغراض کے پیش نظر ہوا کرتا ہے تو تصویر کا بھیانک ہونا ایک لازمی بات ہے اگر بھیانک نہیں ہوگی تو مصور کا نقص ہوگا اگر وہ مضمون بھیانک نہیں ہوگا تو ایک مصنف کا نقص ہوگا اللہ تعالیٰ ہر نقص سے پاک ہے پس جب وہ ایک خاص مقصد کے لئے ایک چیز کو پیدا کرتا ہے اور اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے اس کا بھیانک پن ظاہر ہونا ضروری ہے تو لازم ہے کہ ویسا ہی بھیانک ہو جیسا خدا تعالیٰ پیدا کرنا چاہتا ہے اور اس کے حسن کی تخلیق اس کے بھیانک پن میں ہے حیرت انگیز طریق پر اس کو بہت بھیانک بنا دیا گیا ہے اور جب آپ اس مضمون کو ایک اور پہلو سے دیکھتے ہیں تو تمام مصنف اور تمام مصور کے مقابل پر اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں ایک اور حسن بھی دکھائی دیتا ہے۔ قرآن کریم نے اس مضمون کو یوں بیان فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ کی ہستی کا تصور کرنا ہو اسے پہچاننا ہو تو کچھ علامتیں آفاقی ہیں کچھ علامتیں ہیں جو ہمارے اپنے وجود کے اندر پائی جاتی ہیں۔ پس اس پہلو سے جب ہم اس مضمون کو دیکھتے ہیں تو ایک بہت ہی دلکش انداز میں اس پر روشنی پڑتی ہے اور ایک معمہ حل ہو جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ

ہر تخلیق اپنی ذات میں کامل ہے

اور اپنی ضرورتوں کے لحاظ سے مکمل ہے۔ باہر کی دیکھنے والی آنکھ اس کو نہیں سمجھ سکتی لیکن وہ مخلوق خود اپنے نفس میں جانتی ہے، روزمرہ کے تجربہ سے جانتی ہے کہ جیسی میں بنائی گئی ہوں اس میں ذرا سی بھی تبدیلی پیدا کردی جائے تو میری تخلیق کا مقصد ہاتھ سے جاتا رہے گا اور باطل میں تبدیلی ہو جائے گا۔ جھوٹ بن جائے گا۔ پس گوبر کا کیڑا ابھی آپ دیکھ لیں۔ آپ کو باہر سے دیکھتے ہوئے چاہے کتنی ہی بدی اس میں دکھائی دیتی ہو، بدصورتی دکھائی دیتی ہو، گند دکھائی دیتا ہو لیکن گوبر کے کیڑے میں کوئی اس کے مقصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے کوئی تبدیلی پیدا نہیں کر سکتا۔ اگر کرے گا تو خدا کی تخلیق میں نقص پیدا کر دے گا۔ ڈائنا سورز (DINOSAURS) آپ کو کتنے ہی بھیانک کیوں نہ دکھائی دیں مگر اس وقت ان کی بقا کے لئے اور ان کے مقاصد کو پورا کرنے کے لئے وہی شکل ہے جو کام دے سکتی تھی۔ اس شکل میں کوئی ایسی تبدیلی کی جاتی جو ان کو ان کے دائرہ کار سے باہر لے جاتی، جس مقصد کے لئے پیدا کئے گئے ہیں اس کا ایک دائرہ کھینچا گیا ہے اس دائرے کے اندر ان کو نہ رہنے دیتی اور ان کو باہر نکال دیتی تو وہ ان کی ہلاکت کا دن ہوتا۔ پس یہ بھی ایک مضمون ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی تخلیق پر غور کرتے ہیں تو مومن کے دل سے یہ جو آواز اٹھتی ہے کہ مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا، اس سے یہ مضمون حل ہو جاتا ہے کہ ہر چیز اپنے اندر ایک خاص مقصد لئے ہوئے ہے اور اس کی تخلیق اس مقصد کے عین مطابق ہے اور اس میں کوئی باطل کا پہلو نہیں ہے تو وہ بھیانک ڈائنا سورز (DINOSAURS) اس نقطۂ نظر سے دیکھیں تو بہت ہی خوبصورت دکھائی دیں گے اور دل سے بے اختیار وہی آواز اٹھے گی کہ فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ کہ واہ واہ سبحان اللہ! کیسا عظیم خالق ہے۔ بدصورتی پر بھی احسن کا لفظ اطلاق پائے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم جب اپنی وحی لکھوایا کرتے تھے تو ایک ایسا مضمون آیا جس میں کائنات کے حسن کا مضمون تھا اس وقت لکھنے والے کاتب کے دل سے بے اختیار یہ کلمہ بلند ہوا کہ فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ۔

(سورۃ المؤمنون: آیت ۱۵)

واہ واہ اللہ کی ذات کیسی مبارک ہے۔ احسن الخالقین ہے اور بعینہٖ یہی وحی تھی جو بعد میں نازل ہو رہی تھی۔ وقت کی آواز یہ تھی۔ فطرت کی آواز تھی کہ فتبارک اللہ احسن الخالقین جو اس کے دل سے بلند ہوئی لیکن جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں یہی ہے۔ یہی لکھو تو اس کا ایمان لرز گیا۔ ٹھوکر کھا گیا اور وہ بدبخت انسان مرتد ہو کر اسلام کے دائرے سے باہر چلا گیا۔

پس بعض مواقع ایسے ہوتے ہیں کہ فطرت سے بے اختیار ایک گواہی اٹھتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی تخلیق پہ جہاں بھی آپ غور کریں گے خواہ وہ کیسی ہی بدصورت ہو، کیسی ہی بدزیب دکھائی دینے والی ہو فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ کا کلمہ بے ساختہ دل سے اٹھے گا۔ اس میں ایک اور پہلو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جو چیز پیدا کرتا ہے اس کے بعض مقاصد اس وقت دکھائی نہیں دیتے۔ بعد میں دکھائی دیتے ہیں اور بعض مقاصد مواز نہ کرنے کے لئے ہوتے ہیں۔ اگر بدصورتی نہ ہو تو حسن کا تصور ہو ہی نہیں سکتا۔ ہر چیز کے دو پہلو ہیں۔ دو کنارے ہیں اور ان دونوں کناروں کے بعد سے ایک نیا مضمون پیدا ہو جاتا ہے۔ جتنا بعد زیادہ ہو اتنا ہی ہر کنارے کی اہمیت زیادہ بڑھتی چلی جاتی ہے۔ جتنا وہ قریب اور مدغم ہوں گے اتنا ہی ان کی اہمیت آپس میں مدغم اور مبہم ہوتی چلی جائے گی۔ پس کسی مضمون کو نکھار کر پیش کرنا ہو تو دونوں طرف کے کناروں کے خصائل یا ان کے نقوش کو بڑی وضاحت کے ساتھ خوب نکھار کر پیش کرنا ہوگا۔ پس جہاں حسن ہے وہاں بدصورتی کا مضمون لازم ہے۔ جہاں رحم ہے وہاں ظلم کا مضمون بھی لازم ہے۔ یہ ایک لمبا مضمون ہے اس کے کچھ حصوں پہ پہلے میں کئی دفعہ روشنی ڈال چکا ہوں۔ سردست اتنا کہنا کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں کوئی باطل نہیں ہے اور جس تخلیق کو آپ سب سے زیادہ بدصورت سمجھتے ہوں اس تخلیق میں بھی بعض مخفی حسن ہیں جو اس مخلوق کو خود معلوم ہیں۔ وہ اس کی شاکلہ میں داخل ہیں۔ وہ مخلوق سب سے بہتر جانتی ہے کہ مجھ میں کوئی تبدیلی نہیں پیدا کر سکتا۔ خالق نے جیسا بنایا ویسا ہی ٹھیک تھا اور دوسرے اس کے بعض حسن ہیں جو موازنہ سے ظاہر ہوتے ہیں۔ بعض حسن ہیں جو آج نہیں تو کل ظاہر ہوں گے۔ بعد کے زمانوں میں نکھر کر سامنے آتے ہیں۔ یہ ایک بہت ہی لمبا اور وسیع مضمون ہے۔ صرف یہ بتانا چاہتا تھا کہ یاد رکھیں جہاں بدصورتی بھی ہے وہاں ایک پیغام ہے جو آپ کو ضرور ملتا ہے اور بدصورتی کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ بدصورتی سے حسن کی طرف حرکت کریں۔ جہاں حسن کھینچتا ہے وہاں بدصورتی دھکا دیتی ہے اور بدصورتی کا دھکا دینے والا جو مضمون ہے کہ جس کو بدصورتی کی شناخت ہو جائے اس کو بدصورتی اپنے سے دور کرتی ہے یہ سبحان کے لفظ میں بیان ہوا ہے اور جہاں جہاں خدا تعالیٰ کی سبحانیت کا ذکر ہے وہاں دراصل اسی مضمون کی طرف اشارہ ہے اور تبتل کے لئے اس کا سمجھنا بہت ضروری ہے۔ جہاں حمد کا مضمون ہے وہاں حسن کی ایک کشش ہے جس کا بیان ہوتا ہے اور جہاں سبحان کا مضمون ہے وہاں یہ بیان کیا جاتا ہے کہ جو بھی خامیوں کے تصورات ہیں، جو بھی بدیوں کے تصور ہیں ان تمام تصورات کے ہر پہلو سے اللہ تعالیٰ پاک ہے۔ اس میں خامی کا کوئی ادنیٰ سا بھی پہلو نہیں ہے۔ یہی وہ مضمون ہے جو اس آیت میں بیان ہوا ہے جو ابھی میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی تھی۔ فرماتا ہے فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ۔ پس

اللہ کی تسبیح کرو

ایک یہ مضمون ہے اور سبحان اللہ میں دوسرا مضمون یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کو ہمیشہ پاک پاؤ گے۔ تم خواہ شام میں داخل ہو رہے ہو یا صبح میں داخل ہو رہے ہو تمہیں خدا تعالیٰ ہر نقص سے پاک دکھائی دے گا۔ شام میں داخل ہونے کے وقت کون کون سے ایسے نقائص ہیں جن کی طرف انسان کی توجہ پھرتی ہے۔ ایک نور روشنی کو آپ اندھیروں میں بدلتا ہوا دیکھتے ہیں۔ امن کو خوف میں تبدیل ہوتا ہوا دیکھتے ہیں۔ یہ وہ مضامین ہیں اور ان کے علاوہ اور بہت سے مضامین ہیں جن کا دن کے رات میں داخل ہونے سے تعلق ہے ان سب پہلوؤں کی برائیوں سے آپ اللہ تعالیٰ کو پاک پائیں گے۔ پس خواہ تم دن سے رات میں داخل ہو رہے ہو یا رات سے دن میں داخل ہو رہے ہو۔ رات کے دن میں داخل ہونے میں رات کے تجارب بھی آجاتے ہیں۔ رات کی بعض تکلیف دہ یادیں بھی آجاتی ہیں اور پھر دن کی محنت جو سامنے کھڑی ہوتی ہے اور کئی قسم کی مشکلات جن کا دن سے تعلق ہے وہ بھی سامنے آجاتی ہیں تو یہ ایسا مضمون ہے جو ہر انسان کی سوچ کے مطابق نئے نئے واقعات میں ڈھل سکتا ہے اور ان واقعات کے تعلق میں انسان اللہ تعالیٰ کو برائیوں سے پاک دیکھ سکتا ہے پس جب وقت بدل رہا ہو، حالات بدل رہے ہوں تو اس وقت بھی خدا تعالیٰ کی تسبیح کا مضمون ضرور دل میں اٹھتا ہے۔ لیکن اس مضمون کو آگے بڑھانے سے پہلے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ وہ صرف بدیوں سے پاک نہیں ہے۔ بدیوں سے پاک دیکھو گے تو تمہیں اس میں حمد دکھائی دینے لگے گی جو ایک مثبت مضمون ہے۔ جو بدی نہیں ہے اس کے بدلے ایک بہت عظیم الشان حسن موجود ہے۔ محض بدیوں سے پاک قرار دینا کامل تعریف نہیں ہے بلکہ ہر بدی جس سے کوئی چیز پاک ہوتی ہے اس کے مقابل پہ اسے ایک خوبی اپنانی پڑے گی ورنہ وہ وجود نامکمل رہے گا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم جب کہتے ہیں

کہ وہ شام کے وقت بھی تمہیں پاک دکھائی دے گا اور صبح کے وقت بھی پاک دکھائی دے گا تو مراد یہ نہیں ہے کہ وہ صرف بدیوں سے پاک ہے۔ اس کے لئے تو حمد ہی حمد ہے۔ آسمانوں میں بھی اور زمین میں بھی۔ کائنات کا کوئی ذرہ، کوئی گوشہ ایسا نہیں جہاں خدا کی حمد کا مضمون دکھائی نہ دے رہا ہو۔

پھر پہلے مضمون کو شروع کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ وَعَشِيًّا وَحِينَ تُظْهِرُونَ کہ تم جب دن سے شام میں داخل ہوتے ہو اور اس کے بعد رات آجاتی ہے تو عَشِيًّا سے مراد وہ رات ہے اور رات سے دن میں داخل ہوتے ہو تو پھر وہ دوپہر میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ پس جب تم رات میں داخل ہو کر رات گزار رہے ہوتے ہو یا دن میں داخل ہونے کے بعد دن کے عروج تک پہنچتے ہو۔ پس اندھیروں کا بھی ایک عروج ہے جس کا عَشِيًّا میں ذکر فرمایا گیا اور روشنی کا بھی ایک عروج ہے جس کا تُظْهِرُونَ میں ذکر فرمایا گیا۔ ظہر کے وقت جب سورج سر پر چڑھتا ہے اور اس کے بعد بہت عرصہ تک اس کی تمازت اپنی پوری قوت سے جلوہ دکھا رہی ہوتی ہے۔ فرمایا اس وقت بھی تم خدا کو ہر کمزوری، ہر برائی سے پاک دیکھو گے۔

يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ: وہ زندوں سے مردے پیدا کرتا ہے۔ زندوں کو مردہ بنا دیتا ہے يُخْرِجُ کا لفظ ہے جس کا مطلب ہے: نکالتا ہے۔ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ: مردوں سے زندوں کو نکالتا ہے۔ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ: زندوں سے مردوں کو نکالتا ہے۔ یہاں تک جب ہم پہنچتے ہیں تو یہ مضمون تھوڑے سے خدشات کا پہلو ہمارے سامنے رکھتا ہے۔ پہلے فرمایا: يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ: وہ مردوں سے زندہ پیدا کر دیتا ہے۔ یہ خوشخبری کی بات ہے انسان کہتا ہے الحمد للہ۔ مردوں سے زندہ پیدا ہوں گے لیکن ساتھ ہی فرما دیا کہ يُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ: وہ پھر زندوں سے مردے بھی پیدا کر دیتا ہے۔ یہ ایک خوف کا مقام ہے لیکن بات یہاں ٹھہر نہیں گئی۔ پھر فرمایا: وَيُحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا: وہ زمین کو اس کی موت کے بعد پھر زندہ کر دیتا ہے۔ وَكَذَٰلِكَ تُخْرَجُونَ: تم اسی طرح زمین سے نکالے جاؤ گے یا ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف نکالے جاؤ گے۔

یہ مضمون ظاہری طور پر تو پورا ہوتا ہوا ہمیں دکھائی دیتا ہے۔ اس میں کسی سائنس دان کی گواہی کی ضرورت نہیں۔ ہر انسان دیکھتا ہے جانتا ہے کہ مردوں سے زندہ نکل رہے ہیں۔ اس کے کئی قسم کے مطالب ہیں۔ ایک مطلب یہ ہے کہ ایک نسل مر جاتی ہے اور دنیا سے تعلق کاٹ کر الگ ہو چکی ہوتی ہے اس نسل کے بعد اس نسل کو زندہ رکھنے کے لئے انہی میں سے زندہ لوگ پیدا ہوتے ہیں جو دراصل ان کو زندگی بخش رہے ہوتے ہیں یعنی پہلی نسل کے لوگ جو مر گئے ان کے بعد آنے والی نسلیں دراصل انہی مردوں کی زندگی کا نشان بنتی ہیں اور انہی کی زندگی کو جاری رکھنے کا ذریعہ بن جاتی ہیں لیکن ان زندوں سے پھر مردے بن جاتے ہیں۔ تو اس میں ایک نصیحت تو یہ ہے کہ سوائے اللہ کے کسی چیز کو بقا نہیں ہے۔ تم اگر آج زندہ ہو تو کل مر بھی جاؤ گے۔ اگر آج مری ہوئی قومیں ہو تو کل زندہ بھی ہو جاؤ گے۔ پس یہ مضمون ایک اور پہلو سے ہمارے سامنے کئی نصیحتیں لیکر آتا ہے۔ قوموں کے عروج و زوال اور زوال و عروج کا نقشہ ہمارے سامنے رکھتا ہے۔ وہ لوگ جو ایک خاص قسم کی مردنی کی حالت میں زندگی بسر کر رہے ہیں اور ان کے مقابل پر طاقتور قومیں ان پر سوار ہیں اور ان پر غالب آچکی ہیں لیکن یہ آیت ان کو یہ پیغام دیتی ہے کہ دیکھو! گھبراؤ نہیں اللہ تعالیٰ کا یہ دستور ہے کہ زندوں کو کچھ عرصہ زندگی کا موقعہ دیتا ہے اور ان کو آزماتا ہے۔ ان کو آزمائش کے دور سے گزارتا ہے اور پھر وہ اس اکھاڑے سے نکل جاتے ہیں۔ ان کا دنگل ختم۔ ان کے بدلے پھر اور لوگ آیا کرتے ہیں۔ آج تم مردہ ہو تو کل زندہ بھی ہو سکتے ہو۔ آج جو زندہ ہیں اگر وہ اترائیں گے اور اس امتحان پر پورا نہیں اتریں گے تو کل وہ مر بھی سکتے ہیں بلکہ ضرور مریں گے تو یہ جو عرصۂ حیات ہے اس کی آزمائشوں کا ذکر اس مضمون میں آجاتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَيُحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا اور پھر زمین کو اس کی موت کے بعد دوبارہ زندہ کرتا ہے۔ وَكَذَٰلِكَ تُخْرَجُونَ ۔ یاد رکھو کہ یہ جو زندگی اور موت کا سلسلہ اور ان کا ادلنا بدلنا ہے جہاں تک انسان کا تعلق ہے تمہارے لئے یہ آخری بات نہیں ہے۔ تم پھر زندہ کئے جاؤ گے اور جب زندہ کئے جاؤ گے تو حساب کتاب کے لئے زندہ کئے جاؤ گے۔ دنیا میں جو تمہاری آزمائشیں ہو رہی ہیں ان کی جزاء یا سزا تمہیں مرنے کے بعد دی جائے گی اس بات کو نہ بھولنا۔

ہمارے سامنے

سزا یا جزاء کے دو قسم کے نظام

رکھ دیئے۔ ایک وہ جو انسانی زندگی کے بدلتے ہوئے حالات اور قوموں کے تغیرات سے تعلق رکھتے ہیں۔ وہ بہت سی قومیں جو اپنے عروج کی حالت میں کبھی آسمان سے باتیں کر رہی تھیں اور انتہائی تکبر میں مبتلا تھیں وہ پیوندِ خاک ہو گئیں اور ان کی عظمتیں مٹ گئیں۔ ان کا کوئی نشان باقی نہیں رہا سوائے اس کے کہ تاریخ کے صفحات میں ان کا ذکر ملتا ہے اور بہت سی مردہ قومیں جن پر بعض غالب قومیں سوار تھیں اور یوں لگتا تھا کہ وہ کبھی بھی اس حالت سے باہر نہیں نکل سکیں گی وہ دنیا پر غالب آئیں اور ان پہلوں کے نشان مٹ گئے لیکن وہ باقی رہیں۔ پس تاریخ عالم جو سبق دیتی ہے یہ سبق بھی ان آیات میں مذکور ہے لیکن ساتھ ہی فرمایا گیا کہ ادلنے بدلنے کا یہ مضمون اس دنیا میں ختم نہیں ہو جائے گا۔ آخر پھر تم زندہ کئے جاؤ گے اور اللہ کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَإِلَيْهِ تُحْشَرُونَ کہ تم گھیر گھار کے جوق در جوق خدا کی طرف لیجائے جاؤ گے جس طرح ایک گڈریا اپنے گلے کو ہانک کر یا گھیر کر اس مقام کی طرف لیکر جاتا ہے جہاں اسے لیجانا مقصود ہو اسی طرح بالآخر تم اللہ کی طرف لوٹو گے

اس میں جو روحانی مضمون ہے وہ یہ ہے کہ مذہبوں کا بھی یہی حال ہے۔ بہت سے مذاہب انبیاء کے ذریعہ زندہ کئے جاتے ہیں۔ وہ مردوں سے نکلتے ہیں لیکن اگر وہ اپنی زندگی کی حفاظت نہ کر سکیں تو بعد میں آنے والی نسلیں مر جاتی ہیں۔ یہ مضمون کمال کے ساتھ اس صورتحال پر بھی صادق آتا ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ جو انبیاء کو قبول کرتے ہیں اور ان سے زندگی پاتے ہیں وہ بحیثیت قوم خود نہیں مرا کرتے۔ ان کی وہ زندگی ویسی ہی ابدی ہے جیسا کہ فرمایا کہ زمین کو اللہ تعالیٰ اس کے بعد پھر زندہ کر دے گا اور اس زندگی کے بعد تم خدا کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ وہ ایک ابدی زندگی ہے۔ پس جہاں تک انبیاء کو قبول کرنے والی قوموں کا اور ان پہلی نسلوں کا تعلق ہے جنہوں نے قربانیاں دیکر انبیاء کو قبول کیا ان کے لئے کوئی موت نہیں لیکن بعد میں آنے والے مر جایا کرتے ہیں جیسا کہ فرمایا

فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ ۔ (سورۃ الاعراف: آیت ۱۷۰)

بعض بڑے بڑے نیک اعمال کرنے والے مقدس وجود تھے مگر بدقسمتی سے ان کی نسلیں ختم ہو گئیں۔ ایسی نسلوں نے ان کا ورثہ پایا جنہوں نے بداعمال شروع کر دیئے اور ان کی زندگی موت میں تبدیل ہو گئی۔ پس بعض قومیں زندگی کی حالت میں جب اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ایک حق کو قبول کرتی ہیں بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ موت کی حالت سے نکل کر ایک حق کو قبول کرنے کے نتیجہ میں زندگی پاتی ہیں ان کے لئے نصیحت ہے کہ اپنی آنے والی نسلوں کی حفاظت کرنا۔ ان کو کبھی نہ مرنے دینا لیکن یاد رکھنا کہ تم سے کوئی ایسا ابدی وعدہ نہیں ہے کہ تم زندگی پاؤ گے تو لازماً تمہاری آنے والی نسلیں ہمیشہ زندہ رہیں گی۔ اس کے لئے یہ اصول یاد رکھنا کہ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ (سورۃ البقرہ: آیت ۱۲۵)

کہ میرا عہد ظالموں کو نہیں پہنچے گا۔ پس تم ایسی زندگی اختیار کرو جیسے کہ ایک روح ایک دنیا کو چھوڑ کر دوسری دنیا کی طرف حرکت کر جاتی ہے اور وہ زندگی جو موت کے ساتھ ادلتی بدلتی ہے وہ ایک دائمی صورت اختیار کر جاتی ہے۔

پس تمہارے لئے ہم نے دنیا میں یہ موقعہ پیدا کر دیا ہے کہ خدا کے حضور پیش ہونے سے پہلے موت کی حالتوں سے ابدی طور پر نکل جاؤ۔ اپنی نسلوں کو بھی نکالو اور خود ایسے نکلو کہ پھر کبھی دوبارہ موت کی طرف لوٹ کر نہ جاؤ۔

یہ وہ مضمون ہے جو اس آیت میں بیان ہوا اور اسی تعلق سے میں نے اسے تبتّل کے مضمون کے لئے چُنا ہے۔ میں آجکل آپ کو یہ سمجھا رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف تبتّل ضروری ہے۔ تبتّل کا مطلب ہے ایک حالت کو چھوڑ کر، ایک جگہ کو چھوڑ کر دوسری حالت یا دوسری جگہ کی طرف منتقل ہو جانا یہاں تک کہ پہلی جگہ سے رشتے ٹوٹ جائیں، تعلق ختم ہو جائیں۔ یہ آیت بتاتی ہے کہ اس دنیا میں تم خواہ کتنی دفعہ مارے جاؤ اور زندہ ہو بالآخر تم نے اس دنیا کو چھوڑ دینا ہے۔ بالآخر تمہیں اس دنیا سے رخصت ہونا ہوگا اور وہ تبتّل جو بے اختیاری کا تبتّل ہے وہ تو تم نے اختیار کرنا ہی کرنا ہے۔ کوئی نہیں ہے جو اس کے بغیر رہ سکے۔ بالآخر لازماً اس دنیا سے رخصت ہو کر تمہیں خدا کی طرف لوٹنا ہے لیکن وہ تبتّل جو تمہارے اختیار میں ہے اگر وہ تم نے مرنے سے پہلے اختیار نہ کیا تو تمہارا دل دنیا کی جن چیزوں میں اٹکا ہوا ہوگا وہی تو قیامت کے لئے تمہارے لئے جہنم کا موجب بن جائے گا کیونکہ جس سے تعلق ہو اس سے انسان جتنا دوری اختیار کرتا ہے اتنی ہی تکلیف پہنچتی ہے۔ جس سے تعلق نہ ہو جتنا اس کے قریب ہو اتنی ہی مصیبت پڑ جاتی ہے۔ آپ جانتے ہیں اور ہر انسان کی روزمرّہ کی ملاقاتوں میں یہ بات آئے دن ظاہر ہوتی رہتی ہے۔ اگر تعلق والا پیارا ملتا ہے تو دل نہیں چاہتا کہ وہ اٹھ کر جائے اور کوئی بور (BORE) کرنے والا یا کسی پہلو سے جو آپ کے لئے ناقابل قبول ہو یا بعضوں کو بعض شخصیتوں سے الرجی ہوتی ہے ایسا آدمی پاس آ کر بیٹھ جائے تو مصیبت بن جاتی ہے حالانکہ وہ بیچارا کچھ بھی نہیں کہہ رہا ہوتا۔ کوئی ظاہری تکلیف نہیں دے رہا ہوتا۔ بعض دفعہ وہ آپ کی روٹی بھی نہیں کھاتا۔ آپ کے لئے کچھ لیکر بھی آتا ہے لیکن جاتا ہے تو آپ کہتے ہیں چلو اچھا ہوا۔ شکر ہے آخر نجات ملی۔ اس نے پیچھا تو نہیں چھوڑ دیئے تھے تو وہ لوگ جو یہاں تبتّل اختیار نہیں کرتے ان کے اس دنیا میں پیچھے ٹوٹیں گے۔ وہاں جو وجود دکھائی دیں گے ان سے کبھی اس دنیا میں تعلق پیدا نہیں ہوا اور تعلق اس لئے پیدا نہیں ہوا کہ آخر وقت تک دنیا کے وجودوں سے ایسا تعلق قائم رکھا کہ جس کے ٹوٹنے سے ایک روحانی عذاب پیدا ہو جاتا ہے۔ ایسی حالت میں جان دی کہ تبتّل نہیں ہو سکا تھا۔ ایسی صورت میں اگلی دنیا جہنم ہی جہنم ہے لیکن محض اس طرح کی نہیں جیسے میں بیان کر رہا ہوں کیونکہ جہنم کی وہ شکل ایسی ہے جس کا ہم حقیقت میں تصوّر نہیں کر سکتے۔ ہم جو چیزیں آج ایک جذبات اور کیفیات کی صورت میں سوچ رہے ہیں یہ اگلی دنیا میں موجودات بن جائیں گی۔ ان کو ظاہری جسم عطا کر دیئے جائیں گے اور اس صورت میں ان کے عذاب دینے کی طاقت بہت بڑھ چکی ہوگی اور یہ وہ مضمون ہے جو بیان کر کے یہ آیت وارننگ دیتی ہے کہ کَذٰلِکَ تُخْرَجُوْنَ: تمہیں ہم لازماً یہاں سے نکال دیں گے۔ اس دنیا کو تم چھوڑ دوگے۔ اس لئے روحانی طور پر اس سے نکلنے کی تیاری کرو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم جن مُردوں کو زندہ کرنے کے لئے آئے وہ یہی مُردے تھے جو روحانی طور پر مُردہ تھے۔ ان کو بھی ایک موت کی حالت سے نکال کر ایک زندگی کی حالت میں داخل فرمایا گیا ہے۔

قرآن کریم فرماتا ہے: یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ لِمَا یُحْیِیْکُمْ کہ اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو اِسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ: اللہ اور اس کے رسول کی بات کا ہاں میں جواب دو۔ لبیک کہو اِذَا دَعَاکُمْ لِمَا یُحْیِیْکُمْ: جب وہ تمہیں بلاتا ہے تاکہ تمہیں زندہ کرے۔

خاص طور پر قابلِ ذکر بات یہ ہے اور قابلِ توجہ بات یہ ہے کہ یہاں یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ نہیں فرمایا یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فرمایا۔ ایمان لانے والے تو پہلے ہی زندہ ہو چکے ہیں۔ پھر

نئی زندگی سے کیا مراد ہے

جس کی طرف بلایا جا رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہاں تبتّل مراد ہے ایمان لانے کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی آواز پر لبیک کہنے کی پہلی صلاحیت عطا ہوئی ہے مگر ابھی دنیا سے تبتّل نہیں ہوا۔ اب یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کو ہر شخص اپنے نفس پر غور کر کے جانچ سکتا ہے، پہچان سکتا ہے، ہر انسان صاحبِ تجربہ ہے ہم سب جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم سے تجدید بیعت کر چکے ہیں۔ آپ پر دوبارہ حقیقی اور گہرا ایمان لے آئے ہیں ہم جانتے ہیں کہ ہم تبتّل کی مختلف حالتوں پر ہیں۔ ہم میں سے بہت سے ہیں جو ایمان لانے کے باوجود اس آواز پر لبیک نہیں کہہ سکتے جو زندگی کی آواز ہے اور وہ زندگی ایک قسم کی موت کو چاہتی ہے۔ مُردوں سے نکل کر زندگی میں آنا مُردہ حالت پر موت وارد کرنے کے مترادف ہے اور ویسی ہی تکلیف وہ چیز ہے جیسے زندگی سے موت میں داخل ہونا لیکن زاویۂ نظر بدل جاتا ہے۔ جس طرح ایک زندہ کے لئے بڑی مصیبت ہے کہ وہ موت کو اپنے سامنے کھڑا دیکھے اور اپنی طرف آتا ہوا محسوس کرے پتہ ہو کہ اب میں جانے والا ہوں۔ ایسی حالت میں انسان کی جو کیفیت ہوتی ہے اس کا آپ اندازہ کر سکتے ہیں وہ لوگ جو مُردے ہیں جب ان کو موت سے زندگی کی طرف بلایا جاتا ہے تو ان کی بھی یہی کیفیت ہوتی ہے۔ زندگی کا جواب ہاں میں دینا بڑی مصیبت ہے۔ اب یہ بات تو قطعی طور پر ثابت ہو گئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم مؤمنوں کو زندہ کرنا چاہتے ہیں۔ جو ایمان لے آئے ہیں ان کو زندگی بخشنا چاہتے ہیں اور زندگی کی راہوں کی طرف بلا رہے ہیں۔ فرمایا: اِسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ: اللہ اور اس کے رسول کو ہاں میں جواب دو۔ اس کی آواز پر لبیک کہو لیکن جب لبیک کے موقعے آتے ہیں تو ہم اپنے اندر کتنی کمزوریاں پاتے ہیں اور وجہ یہی ہے کہ ہمارا تبتّل نہیں ہوا۔ ہم رشتوں سے بندھے ہوئے ہیں۔ جہاں جہاں آنحضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم کی آواز پر لبیک کہنے کے لئے دقّت محسوس کی جائے یا لبیک نہ کہی جائے ایسی مجبوری ہو جائے یا بہت زور لگانا پڑے اور بڑی مصیبت سے قربانی کر کے لبیک کہنا پڑے تو اس موقعہ پر آپ بہترین طور پر اپنی جانچ کر سکتے ہیں کہ کتنا آپ کا تبتّل ہوا ہے اور کتنا ہونا باقی ہے۔ جس جس اندھیرے سے آپ کو روشنی کی طرف بلایا جاتا ہے اس اندھیرے نے آپ کے قدم تھامے ہوئے ہیں کہ نہیں۔ یہ مضمون ہے جو ان آیات میں بیان ہوا ہے۔ اگر قدم تھامے ہوئے ہیں تو آپ کے لئے خدا اور رسول کی آواز کا ہاں میں جواب دینا بہت مشکل ہو جائے گا۔ باوجود اس کے کہ آپ جانتے ہیں کہ زندگی کی طرف بلا رہے ہیں۔ پس جس طرح زندہ کا مرنا مشکل ہے اس طرح مرے ہوئے کا جینا بھی تو مشکل ہے کیونکہ مشکل کا سارا راز انقطاع میں ہے ایک حالت کو چھوڑ کر دوسری حالت کی طرف منتقل ہونا یہ سب سے بڑا مسئلہ ہے۔ اس حالت پر پڑے ہوئے آپ کی جڑیں جتنا اس میں قائم ہو چکی ہوں گی اور آپ اس کے ساتھ پیوستہ اور وابستہ ہو چکے ہوں گے اتنا ہی آپ کے لئے جگہ تبدیل کرنا مشکل ہو جائے گا۔ پس اللہ تعالیٰ تبتّل کا یہی مضمون اس رنگ میں بیان فرما رہا ہے کہ دیکھو ہاں میں جواب دینا ورنہ تم مرے رہو گے۔ خالی ایمان تمہارے کسی کام نہیں آئے گا۔ پھر فرمایا:

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ یَحُوْلُ بَیْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِہٖ،

تمہاری نیتیں جو کچھ بھی ہوں تم اپنے لئے کئی قسم کے بہانے تراش لیا کرو گے۔ اس بات کا تو میں جواب نہیں دے سکتا۔ اس لئے کہ یہ مشکل ہے۔ فلاں بات کا اس لئے نہیں دے سکتا کہ یہ مشکل ہے۔ آج میں اتنا بوجھ اٹھا نہیں سکتا کل کوشش کروں گا۔ نفس ہزار قسم کے بہانے

ڈھونڈتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یاد رکھنا جب خدا اور خدا کے رسول تمہیں بلاتے ہیں تو تمہاری نیتوں کے بیچ میں خدا بیٹھا ہوا ہے۔ کیسا

حیرت انگیز نقشہ

کھینچا گیا ہے۔ یَحُوْلُ بَیْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ: انسان کی ذات اس کے قلب کے درمیان میں خدا ہے حالانکہ یوں محسوس ہوتا ہے کہ انسان اپنے قلب کے قریب ترین ہے۔ یہاں قلب سے مراد نیتوں کی آخری آماجگاہ ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم سے بہتر تمہیں جانتا ہے اور جو بھی سوچو گے، جو بھی پیغام تمہارا دل تمہیں بھیجے گا اور وہ عذر بن کر تمہاری زبانوں سے نکلے گا۔ ایک سینسر بیچ میں ہو رہا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ پتہ کرے گا کہ اصل بات کیا تھی۔ دل سے کیا اٹھا تھا اور زبان سے کیا نکلا ہے۔ اس کا ایک عظیم الشان سینسر کا نظام ہے جس کی طرف اللہ تعالیٰ اشارہ فرما رہا ہے اور پھر وہی بات فرمائی۔ وَاَنَّهٗۤ اِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ: پس اس آیت میں جو تُخْرَجُوْنَ کہکر فرمایا کہ زمین سے نکالے جاؤ گے اور پھر خدا کی طرف لوٹائے جاؤ گے اس کو یہاں یوں بیان فرمایا کہ وَاَنَّهٗۤ اِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ: تم نے آخر وہیں چلے جانا ہے۔ اس لئے اس سے پہلے پہلے جن بدیوں سے علیحدگی اختیار کر سکتے ہو علیحدگی اختیار کر لو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مضمون کو مختلف رنگ میں بیان فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں:

> یاد رکھو انسان کو اللہ تعالیٰ نے تعبّد ابدی کے لئے پیدا کیا ہے۔ اس لئے اس کو چاہیئے کہ اسی میں لگا رہے۔ اس جہان کی جس قدر چیزیں ہیں۔ بیوی، بچے، احباب، رشتہ دار، مال و دولت، اور ہر قسم کے املاک ان کا تعلق اسی جہاں تک ہے۔ اس جہان کو چھوڑنے کے ساتھ ہی یہ سارے تعلقات قطع ہو جاتے ہیں۔
>
> (ملفوظات جلد ۷ صفحہ ۴۴۸)

وہ مضمون جو میں ان آیات کے حوالے سے بیان کر رہا ہوں یہ وہی مضمون ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمایا ہے۔

"....اس جہان کو چھوڑنے کے ساتھ ہی سارے تعلقات قطع ہو جاتے ہیں لیکن خدا تعالیٰ ہے اور اس جہان میں بھی اور اس جہان میں بھی اس کی ضرورت ہے۔" (ایضاً)

پس جس جہاں میں جا رہے ہیں وہ خلاؤں کا جہان نہ نکلے۔ یہ نہ ہو کہ یہاں سے کچھ بھی اس جہان والے سے تعلق کی صورت میں ساتھ لیکر نہ جائیں۔ ایک جگہ سے تعلق کاٹا جائے اور دوسری جگہ تعلق قائم نہ ہو تو یہ بربادی ہے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اتنا کیوں نہیں سوچتے کہ یہ جو دنیا کے تعلقات ہیں، زیادہ سے زیادہ پیارے لوگ۔ تمہارے بچے، تمہارے اقرباء۔ تم سے محبت کرنے والے۔ تمہارے محبوب۔ تمہاری دولتیں، یہ ساری کی ساری ایک دن لازماً یہیں رہ جائیں گی۔ ان کا ایک ذرہ بھی تمہارے ساتھ نہیں جائے گا لیکن ایک وجود ہے جو یہاں بھی ہے اور وہاں بھی ہے۔ اس سے اگر تم نے یہاں تعلق قائم کر لیا تو وہاں وہ کام آئے گا۔ وہاں تنہائی محسوس نہیں کرو گے۔ اور جتنا تعلق یہاں قائم کر دگے اتنا ہی وہاں تمہارے لئے دلجمعی کے سامان ہوں گے اور دل لگانے کے لئے خدا تعالیٰ تمہارے لئے ایسی ایسی چیزیں ظاہر فرمائے گا کہ جن کا تم تصور بھی نہیں کر سکتے۔ تصور نہ کرنے کا مضمون دوسری جگہ بیان ہوا ہے اس کو میں نے یہاں داخل کیا ہے کیونکہ اس موقعہ کے لئے ہی ہے۔ مراد یہ ہے کہ اگر اس دنیا میں خدا سے تمہارا تعلق قائم ہو گیا تو پھر اس دنیا میں جو تعلق قائم ہوگا وہ اس سے بہت زیادہ لذیذ بن کر ظاہر ہوگا جو تم اس دنیا میں چکھ چکے ہو۔ بظاہر یہی کہو گے کہ ہم نے پہلے بھی یہ چکھا ہے لیکن اللہ تعالیٰ فرمائے گا نہیں تم نہیں جانتے یہ تو بالکل اور چیزیں ہیں۔ ویسی ہیں۔ ملتی جلتی ہیں لیکن اپنی کیفیت اور کمیت اور لذتوں کے لحاظ سے گویا زمین آسمان کا فرق ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جہاں خدا سے تعلق کا مضمون بیان فرمایا وہاں پہلے دنیا سے عدم تعلق کا مضمون بیان فرمایا ہے اور اسی کا نام تبتّل الی اللہ ہے کیونکہ ایک تعلق کے ہوتے ہوئے دوسرا تعلق ہو نہیں سکتا۔ ہر معاملہ میں موازنہ ہوتا ہے۔ ایک طرف سے دوسری طرف حرکت کرنے کے لئے لازم ہے کہ دوسری طرف کا تعلق غالب آجائے اور ایک طرف کا تعلق مغلوب ہو جائے۔ یہ قانون قدرت ہے۔ کسی انسان کے اندر طاقت ہی نہیں کہ جس میں تبدیلی پیدا کر سکے۔ اگر کسی سے محبت ہو جاتی ہے تو اس کے مقابل پر جو چیز آئے گی اور اس تعلق کی راہ میں حائل ہوگی اس سے ویسی ہی نفرت پیدا ہوگی۔ نصیحت کرنے والے لاکھ نصیحتیں کریں اگر ایک انسان کو کسی سے محبت ہے اور ناصح اس محبت کی راہ میں حائل ہوتا ہے تو عام حالات میں آپ نصیحت کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ بہت بہت شکریہ۔ جزاک اللہ۔ بڑی اچھی بات کی، لیکن اگر وہ آپ کی محبت کی راہ میں حائل ہوتا ہے تو آپ اس کو ایسی نفرت سے دیکھتے ہیں، یہ سمجھتے ہیں کہ یہ تو میرا سب سے بڑا دشمن ہے۔ اس بدبخت کو کیا ضرورت پڑی ہے کہ میرے تعلقات کے معاملات میں دخل دے۔ پس تبتّل دوسرے تعلق کے لئے ضروری ہے اور جتنا وہ تعلق بڑھے گا اتنا تبتّل آسان ہو جائے گا۔ جتنا تبتّل زیادہ ہوگا اتنا دوسرے تعلق کے قائم ہونے کے امکانات زیادہ روشن ہوتے چلے جائیں گے۔ پس اس پہلو سے جس دنیا میں ہم رہ رہے ہیں اس میں ہم روزانہ اپنا امتحان بھی کر سکتے ہیں اور اپنے آپ کو دیکھ بھی سکتے ہیں۔ اگر ہم ذرا سی ہوش پیدا کر لیں تو ہمارے اندر وہ آئینے موجود ہیں جن میں ہماری روزانہ جو شکل بن رہی ہے وہ دکھائی دے سکتی ہے۔ خدا سے ملے کہ نہیں ملے۔ یہ مضمون اگر مبہم رہے گا تو آپ کو کچھ بھی پتہ نہیں چلے گا کہ کیا ہو رہا ہے لیکن سبحان اللہ کے مضمون نے ہمیں بتا دیا کہ یہ تو بڑا آسان مضمون ہے۔ اگر تم بدیوں سے متنفر ہو رہے ہو تو تم لازماً تبتّل اختیار کر رہے ہو۔ اگر بدیوں سے تمہاری محبت بڑھ رہی ہے تو لازماً تم اللہ سے غیر اللہ کی طرف جا رہے ہو اور روزانہ ہم اپنی بدیوں کو جانتے پہچانتے ہیں ہمیں پتہ ہے کہ ہمارے اندر کیا کمزوریاں ہیں اور وہی اندھیرے ہیں جہاں سے نکل کر اگر ہم دوسری طرف حرکت کریں گے تو اندھیروں کے مقابل پر ہر طرف خدا ہی کی ذات ہے۔ ان معنوں میں وہ محیط ہے۔ کسی بھی اندھیرے سے آپ نکلیں گے تو خدا کی ذات نظر آئے گی کیونکہ وہ روشنی ہے۔ اندھیرے سے نکلنے کا مضمون یہ ہے کہ روشنی کی طرف جائیں۔ پس ان معنوں میں تبتّل کے مضمون کو سمجھ کر اپنی ذات پر چسپاں کریں۔ اپنی بدیوں کو روزانہ دیکھیں۔ اپنی کمزوریوں کو دیکھیں۔ نماز دل میں سستی ہو جاتی ہے۔ سستی کیوں ہوتی ہے۔ کبھی غور کریں تو پتہ چلے گا کہ تبتّل نہیں ہوا۔ نماز کے مقابل پر ایک چیز زیادہ پسندیدہ ہے اور اس پسندیدہ چیز کو چھوڑا نہیں جاتا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم کی کیفیت

اس کے برعکس تھی۔ آپ کے متعلق روایت میں آتا ہے کہ آپ جب نماز کو چھوڑ کر دوسرے کاموں میں جاتے تھے تو دل نماز میں اٹکا ہوا ہوتا تھا۔ ہم عام انسان ایسے ہیں کہ خواہ عبادت کے کسی مقام پر بھی ہوں ہم میں ہماری ذات میں، ہمارے مشاہدہ میں ضرور ایسے مواقع آتے ہیں کہ نماز خدا کے حضور ادا کر رہے ہیں اور دل کہیں اور اٹکا ہوا ہے اور بار بار خیالات

کو کھینچ کر اس طرف لیکر جاتا ہے تو تبتل ہوا نہیں تو نماز کیسے قبول ہوگی۔ پہلے جو دنیا کے دھندے ہیں ان سے چھٹکارا نصیب ہوگا تو پھر اللہ کے دھندوں سے تعلق پیدا ہوگا۔ ایک چھوٹی سی مثال آپ کے سامنے رکھی ہے لیکن یہ ایسی مثال ہے جس پر اگر آپ غور کریں تو ایسی بکثرت مثالیں آپ اپنی زندگی میں وارد ہوتی روزمرہ دیکھیں گے اور آسانی کے ساتھ اپنی حالت کو خوب پہچان سکتے ہیں۔ کسی باہر سے آنے والے کی ضرورت نہیں کہ آکر شناخت کرے۔ آپ کے دل میں آپ کا ایک آئینہ ہے جو آپ کی تصویر دکھا رہا ہے اور اگر آپ نے اس تصویر کی طرف توجہ نہ کی تو وہ نقش مٹتے ہوتے چلے جائیں گے یہ وہ خطرہ ہے جس سے میں آپ کو مطلع کرنا چاہتا ہوں۔ ایک ایسا شخص جو تصویریں دیکھ رہا ہے اور اپنے داغوں کو پہچانتا ہے اور کوشش کرتا ہے کہ ان داغوں سے نجات پائے، وہ اگر نامکمل حالت میں بھی مر گیا تو اس کی ہجرت خدا کی طرف ہو رہی ہوگی اور اس کے لئے امن کا پیغام ہے لیکن ایک شخص جو داغوں کو دیکھتا ہے اس کو فکر پیدا نہیں ہوتی۔ اس کے داغ ضرور بڑھتے ہیں۔ اگر وہ اپنے گھر میں گند دیکھتا ہے اور گند دور کرنے کی کوشش نہیں کرتا تو کچھ دنوں کے بعد وہ گھر گند کا انبار بن جاتا ہے۔ گندگی کے ڈھیر اس گھر میں لگ جاتے ہیں۔ پس مسلسل نگہداشت کرنا، اپنی کمزوریوں کو پہچاننا اور پیش نظر رکھنا اور ان داغوں کو مٹانے کی کوشش کرتے چلے جانا جو بدیوں کے داغ ہیں۔ یہ تبتل ہے۔ پھر ہر کمزوری کے مقابل پر آپ کو حمد کا ایک مضمون بھی دکھائی دینے لگے گا۔ اگر کمزوری سے نکلیں گے تو دکھائی دے گا ورنہ نہیں دکھائی دے گا۔ اکثر انسانوں کی کمزوریوں کی حالت ان کی ذات میں حمد کی ایک حالت بنی ہوئی ہوتی ہے کیونکہ جس چیز سے محبت ہے اس کی دل میں تعریف ہے تو محبت ہے۔ حمد کا مضمون بھی دیکھیں کتنا بدل جاتا ہے۔ آپ بدیوں میں مبتلا ایک شخص کی حمد کو پہچانیں گے تو معلوم ہوگا کہ بعض لوگ ہیں جن کو ڈرگ (DRUG) سے محبت ہے اور ڈرگ کی حمد کرتے ہیں۔ جانتے ہیں کہ ہلاکت ہے لیکن دل میں حمد کا ایک بگڑا ہوا مفہوم پیدا ہو جاتا ہے۔ پس دل میں حمد کا سچا مفہوم پیدا ہو ہی نہیں سکتا جب تک پہلے حقیقی تبتل نہ ہو جائے اور بدی کی پہچان نہ ہو جائے۔ پس بدیوں کی پہچان کریں اور بدیوں کو چھوڑنے کے لئے اپنے آپ کو آمادہ کریں۔ ایک جہاد شروع کر دیں، کوشش کریں اور بالآخر کامیابی کیسے ہوگی اس کا میں انشاء اللہ آئندہ ذکر کروں گا۔ ابھی بہت سی اور باتیں آپ کے سامنے رکھنے والی ہیں۔ کچھ مثالیں حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی سیرت سے پیش کر کے آپ کو بتانا ہے کہ جب تبتل ہو تو پھر کیا ہوا کرتا ہے اور امید ہے ان حوالوں سے جماعت کو انشاء اللہ تعالیٰ پہلے سے زیادہ گہرا اور حقیقی عرفان نصیب ہوگا۔ اس کے بعد پھر حمد کا مضمون شروع ہوگا۔ ذکر الٰہی کا مضمون۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیکھیں کس عمدگی کے ساتھ اس مضمون کو ترتیب دی ہے۔ فرمایا توحید خالص کے بغیر تمہیں تبتل کی کچھ سمجھ نہیں آئے گی۔ توحید کے سہارے تبتل ہوگا۔ جب تبتل ہوگا تو کس طرف؟ حمد الٰہی کی طرف اور حمد الٰہی ذکر پیدا کرتی ہے اور حمد کا جتنا شعور بڑھتا ہے اتنی ہی محبت بڑھتی جاتی ہے، اتنا ذکر بلند ہوتا رہتا ہے۔ جس سے محبت ہو لوگ اس کے تذکروں میں ہی مزے لیتے رہتے ہیں۔ اسی کا نام یاد کی لذتیں ہیں۔ ایک مجبور انسان جو ہجر میں مبتلا ہے اپنے محبوب سے دور ہے اس کا ذکر اس کی یاد بن جاتا ہے اور جہاں ہم خیال بیٹھتے ہیں تو پھر ان کے تذکرے کیا کرتے ہیں۔ پس تبتل بالآخر لازماً ذکر میں تبدیل ہوگا۔ اور ذکر کیا ہے؟ اس مضمون پر انشاء اللہ اس کے بعد روشنی ڈالوں گا۔

نوٹ: ۔ مکرم منیر احمد صاحب جاوید کا مرتب کردہ خطبہ جمعہ ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔

پاکستان میں دو محافظین ختم نبوت نے دو احمدیوں کو شہید کر دیا!

لنڈن ۔ ۸ فروری (ایم ۔ ٹی ۔ اے) سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایم ۔ ٹی ۔ اے کے خصوصی پروگرام بات چیت میں آج لاہور کے دو احمدیوں کی شہادت کی اطلاع دی ہے ان میں سے ایک رانا ریاض احمد صاحب اور دوسرے حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب رضی اللہ عنہ کے نواسے احمد ہیں۔ رانا ریاض احمد صاحب کے والد عبد الستار صاحب کے گھر چند محافظین ختم نبوت آئے اور انہیں اغوا کرنا چاہا اس پر رانا ریاض احمد اپنے والد کو بچانے کیلئے باہر آئے حملہ آوروں نے قریب سے فائر کر کے رانا ریاض احمد کو زخمی کر دیا اور بھاگ گئے۔ انہیں نیم مردہ حالت میں ہسپتال پہنچایا گیا جہاں وہ جام شہادت نوش کر کے اپنے مولا کے حضور حاضر ہو گئے۔ احمد کے گھر محافظین ختم نے جا کر نہایت بے دردی سے سلاخیں مار مار کر شہید کر دیا۔

اللہ تعالیٰ ہر دو شہداء کو جنت الفردوس میں اعلیٰ علیین میں اپنے مقام قرب سے نوازے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین

پاکستان میں روزنامہ الفضل اور ماہنامہ انصار اللہ سے متعلق پانچ افراد کو سزائے قید

لنڈن ۸ فروری (ایم ۔ ٹی ۔ اے) سپریم کورٹ پاکستان کے احمدیوں کے خلاف ۱۲ جولائی ۱۹۹۳ء کے ظالمانہ فیصلہ کے بعد سے احمدیوں پر مظالم کا سلسلہ زور پکڑتا جا رہا ہے۔ چنانچہ احمدیوں کو ستانے انہیں شہید کر دینے کے علاوہ محض اللہ کے نام پر جیلوں میں بھی ڈالا جا رہا ہے۔

ایک تازہ اطلاع کے مطابق روزنامہ الفضل اور انصار اللہ میں اللہ کا نام لکھنے اور قرآنی آیات کے استعمال کی وجہ سے ہر دو اخبار و رسائل سے متعلق پانچ افراد کو سزائے قید سنائی گئی ہے ان میں روزنامہ الفضل کے ایڈیٹر مکرم نسیم سیفی صاحب انصار اللہ کے ایڈیٹر مرزا محمد دین ناز صاحب اسی طرح آغا سیف اللہ صاحب مینیجر الفضل چوہدری محمد ابراہیم صاحب پرنٹر و پبلشر انصار اللہ اور قاضی نور احمد صاحب انچارج پریس شامل ہیں۔

دن بدن حکومت پاکستان اور ملاؤں کی طرف سے جماعت احمدیہ کے معصوم افراد پر مظالم کا سلسلہ بڑھتا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں سمجھ عطا کرے کہ وہ اپنی کالی کرتوتوں سے اسلام کے روشن نام کو داغدار کرنے کے موجب نہ بنیں۔ اللہ تعالیٰ ان معصوم و مظلوم احمدیوں کی رہائی کے سامان فرمائے۔ آمین

اسیران راہ مولیٰ کیلئے خصوصی درخواست دعا

احباب کرام سے درخواست ہے کہ پاکستان کی مختلف جیلوں میں جو احمدی احباب محض "محض خدا کا نام لینے" کلمہ پڑھنے اور اشاعت قرآن و حدیث کی وجہ سے قید ہیں اللہ تعالیٰ ان سب کی باعزت رہائی کے جلد سے جلد سامان فرمائے۔

ساہیوال کیس کے قیدی رانا نعیم الدین صاحب آج کل فیصل آباد سنٹرل جیل میں ہیں ان کی نظر کمزور ہو گئی ہے۔ اور گردے میں پتھری ہے جس کی وجہ سے تکلیف ہو جاتی ہے۔ ان کی صحت کاملہ کے لئے بھی دعا کرتے رہیں۔ (ادارہ)

حدیث نبوی ؐ: ۔ حضرت ابو ہریرہ اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے دونوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی قوم ذکر کے لئے نہیں بیٹھتی مگر ان کو فرشتے گھیر لیتے ہیں ان کو رحمت ڈھانک لیتی ہے ان پر سکینت اترتی ہے اللہ ان کا ذکر ان فرشتوں میں فرماتے ہیں جو اس کے قریب ہیں۔

(مسلم)

رمضان المبارک کے درخشندہ پہلو

روزہ کے فضائل و برکات

احادیث مبارکہ کی روشنی میں

از مکرم مولانا حمید الدین صاحب شمس انچارج احمدیہ مسلم مشن بنگال و آسام

روزہ دار کیلئے ۷۰ ہزار فرشتوں کی دعا۔

الحمدللہ رمضان المبارک کے بابرکت اور بہار نو کے مہینہ کی آمد ہے اس کے افضال و برکات سے متعلق سرکار دو عالم حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:۔

"جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور ان میں سے ایک بھی بند نہیں کیا جاتا۔ یہاں تک کہ رمضان کی آخری رات ہوتی ہے اور کوئی مومن بندہ نہیں جو اس کی رات کو عبادت کرتا ہے مگر اس کے ہر سجدہ کے بدلے پندرہ سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور اس کے لئے جنت میں سرخ یاقوت سے گھر بنایا جاتا ہے جس کے ستر ہزار دروازے ہیں اور اس گھر میں سونے کا ایک محل ہے جسے سرخ رنگ کے یاقوت سے سجایا گیا ہے۔ پس جب کوئی رمضان کے پہلے دن روزے رکھتا ہے اس کے پہلے سب گناہ بخشے جاتے ہیں۔ اسی طرح ہر روز ماہ رمضان میں ہوتا ہے اور ہر روزہ دار کے لئے ستر ہزار فرشتے اس کی بخشش کی دعائیں صبح کی نماز سے لے کر ان کے پردوں میں چھپنے تک کرتے ہیں۔" (کنز العمال کتاب الصوم)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف جو عشرہ مبشرہ میں سے تھے بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رمضان المبارک کو تمام مہینوں پر فوقیت اور افضلیت حاصل ہے۔

"جو شخص رمضان کے مہینہ میں حالت ایمان میں ثواب اور اخلاص سے عبادت بجالایا وہ اپنے گناہوں سے اس طرح پاک ہو گیا جیسے اس روز تھا جب اس کی ماں نے اس کو جنا (نسائی کتاب الصوم)

رمضان المبارک کی منفرد اور بے مثل خصوصیات ہیں اس ماہ جہنم کے دروازے بند اور شیطان جکڑا جاتا ہے اور جنت کے تمام دروازے روزہ داروں کے لئے واکر دیئے جاتے ہیں قبولیت دعا لقائے الٰہی اور وصل الٰہی کا مہینہ ہے۔ یہی وہ بابرکت مہینہ ہے جس میں کامل اور مکمل شریعت قرآن مجید نازل ہوئی اس مہینہ میں تمام عبادات کو اکٹھا کر دیا گیا ہے اعتکاف اس ماہ کیا جاتا ہے اور ہزار مہینوں سے افضل لیلۃ القدر کی تلاش بھی اسی مہینہ میں کی جاتی ہے، قیام اللیل اور عبادات کو انتہا تک پہنچانے کا مہینہ ہے لہذا ہر تندرست اور بالغ صاحب ایمان پر رمضان کے روزے فرض ہیں۔ اور روزے کی جزا کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا اس کی جزا کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس کی جزا میں خود ہوں گا۔ کیونکہ مومن کا ہر کام اپنے لئے ہے لیکن روزہ انسان میرے لئے رکھتا ہے گویا انسان اللہ تعالےٰ کا رنگ اپنے اوپر رمضان میں چڑھانے کی کوشش کرتا ہے روزہ صحت کے لئے بھی مفید ہے بیماریوں سے بھی نجات بخشنے کا مہینہ ہے۔

روزہ کا بدلہ

حیرت انگیز روایت ہے جس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ خدا تعالےٰ نے روزہ دار کے لئے کس لطیف پیرائے میں بدلہ دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔

حضرت ابو امامہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کوئی ایسا عمل بتایئے جس کے ذریعہ میں جنت میں داخل ہو جاؤں فرمایا روزہ کو لازم پکڑو کیونکہ یہ وہ عمل ہے جس کا کوئی مثل اور بدلہ نہیں کہتے ہیں کہ پھر ابو امامہ کے گھر دن کو کبھی دھواں نہیں دیکھا گیا۔ سوائے اس کے کہ ان کے یہاں کوئی مہمان آجائے۔ (الترغیب والترہیب)

اس سے بھی حیرت انگیز روایت ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر ایک بندہ ایک دن کا روزہ اپنی خوشی اور رضا اور رغبت سے رکھے۔ پھر اسے زمین کے برابر سونا دیا جائے تو حساب کے دن اس کے ثواب کے برابر نہ ہو گا۔ (الترغیب والترہیب)

روزہ قیامت کو شفاعت کریگا

اس بابرکت مہینہ سے جس قدر استفادہ کیا جائے کم ہے۔ اے ایمان والو قیامت کے روز ہی روزے اور اس بابرکت مہینہ میں نازل ہونے والی عظمتوں سے معمور صحیفہ مکرمہ قرآن مجید کو شفاعت کا حق دیا جائے گا حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن روزے اور قرآن بندے کے لئے شفاعت کریں گے روزہ کہے گا کہ اے میرے رب میں نے اس شخص کو رمضان میں دن کے وقت کھانے پینے اور شہوات نفسانی سے روکا تھا۔ پس میری سفارش اس کے بارے میں قبول فرما۔ اور قرآن کہے گا اے میرے رب میں نے اس شخص کو رات سونے سے روک دیا تھا۔ پس اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرما پس ان دونوں کی سفارش قبول کی جائے گی۔

(بیہقی فی شعب الایمان)

اس ماہ میں کثرت سے تلاوت قرآن مجید کی جاتی ہے۔ کہیں درس قرآن مجید کا انتظام ہوتا ہے تو کہیں نماز تراویح میں قرآن مجید کی تلاوت کی جاتی ہے۔ اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اِقْرَءُوا الْقُرْآنَ فَاِنَّهٗ يَاْتِیْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَفِيْعًا لِاَصْحَابِهٖ

(مسلم)

یعنی تم قرآن کی تلاوت بکثرت کیا کرو کہ یہ قیامت کے روز اپنی تلاوت کرنے والوں کی شفاعت کریگا۔ مبارک ہیں وہ لوگ جن کے حق میں قیامت کے روز رمضان اور قرآن شفاعت کریں گے وہ نہایت خوش نصیب ہوں گے۔

حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا فضائل رمضان پر جامع خطاب

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ماہ شعبان کے آخری روز خطبہ فرمایا کہ اے لوگو کل تم لوگوں پر ایک بڑا عظمتوں سے معمور مہینہ چڑھنے والا ہے وہ بابرکت مہینہ ہے اس مہینہ میں ایک ایسی رات بھی ہے جو ہزار مہینہ سے بہتر ہے اللہ تعالیٰ نے اس مہینہ کے روزے فرض قرار دیئے ہیں۔ اور اس کی راتوں میں قیام کو خاص نفلی عبادت قرار دیا ہے جو شخص اس مہینہ میں کوئی نفلی نیکی بجالاتا ہے تاکہ اسے قرب الٰہی نصیب ہو اس نے گویا دوسرے مہینوں میں فرض ادا کر دیا۔ اور جو شخص اس مہینہ میں فرض ادا کرتا ہے اس نے گویا ستر سال کے فرائض ادا کر دیئے۔ یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا اجر جنت ہے۔ یہ باہمی ہمدردی کا ایسا مہینہ ہے جس میں مومن

کے رزق میں زیادتی کی جاتی ہے جو شخص اس ماہ میں کسی روزہ دار کی افطاری کرواتا ہے اس کے گناہ بخشے جاتے ہیں اور اس کی گردن جہنم سے آزاد ہو جاتی ہے اور اسے روزہ دار ہی کی طرح ثواب ملتا ہے۔ ہاں روزہ دار کے اجر میں کوئی کمی نہیں کی جاتی راوی کہتا ہے کہ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہر ایک شخص کو یہ توفیق کہاں کہ وہ روزہ دار کو افطاری کرا سکے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ثواب تو اللہ تعالیٰ ہر اس شخص کو دیتا ہے جو کسی روزہ دار کی افطاری دودھ کے گھونٹ سے یا کھجور سے یا پانی کے گھونٹ سے کرواتا ہے۔ جو روزہ دار کو پوری طرح سیر کرتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ میرے حوض کوثر سے ایسا پلائے گا کہ اسے جنت میں داخل ہونے تک پیاس نہ لگے گی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ایسا مہینہ ہے جس کا پہلا حصہ رحمت درمیانی مغفرت اور آخری حصہ جہنم سے آزادی ہے۔ اس مہینہ میں جو شخص اپنے غلام یا خادم کے کام میں تخفیف کرے گا اللہ تعالیٰ اسے بخشش عطا فرمائے گا اور جہنم سے آزادی بخشے گا۔

(مشکوٰۃ المصابیح)

روزہ حفظان صحت کا ضامن

روزہ کے نتیجہ میں انسان کی روح کی کثافتیں دور ہو جاتی ہیں اور اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہوتا ہے۔ اور انسان عظیم الشان کشفی نظاروں سے فیض یاب ہوتا ہے۔ کیونکہ کم کھانے سے روحانیت بڑھتی ہے عظیم الشان صوفیا یہ فرماتے ہیں کہ تصوف کی جان کم کھانا کم بولنا کم سونا اور رمضان اس تصوف کا نچوڑ ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ "کم کھانا اور بھوک برداشت کرنا بھی تزکیہ نفس کے واسطے ضروری ہے اور اس سے کشفی طاقت بڑھتی ہے۔"

(تقاریر جلسہ سالانہ ۱۹۰۴ء)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ آگ سے اور زمانہ کی تکالیف اور ہلاکتوں سے بچاؤ کے لئے بطور ڈھال ہے۔

(جامع الصغیر)

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "صوموا تصحوا" (جامع الصغیر) یعنی تم روزے رکھا کرو اس کے نتیجہ میں صحت اچھی ہوگی۔ بعض لوگ روزوں کی اہمیت کو نہ سمجھتے ہوئے اور بعض محض کسل کے باعث [illegible]۔ بعض لوگ بے وجہ بیماری کا بہانہ کر کے برکتوں سے متمتع نہیں ہوتے حالانکہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ارشاد

حضور علیہ السلام نے فرمایا:۔

"میری تو یہ حالت ہے کہ مرنے کے قریب ہو جاؤں تب روزہ چھوڑتا ہوں طبیعت روزہ چھوڑنے کو نہیں چاہتی یہ مبارک دن ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت کے نزول کے دن ہیں۔"

(ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۲۰۳)

نیز فرمایا:۔

جو شخص روزہ سے محروم رہتا ہے مگر اس کے دل میں یہ نیت بھی دردِ دل سے تھی کہ کاش میں تندرست ہوتا اور روزہ رکھتا اس کا دل اس بات کے لئے گریاں ہے تو فرشتے اس کے لئے روزے رکھیں گے بشرطیکہ وہ بہانہ جو نہ ہو تو خدا تعالیٰ اسے ہرگز ثواب سے محروم نہ رکھے گا۔ یہ ایک باریک امر ہے کہ اگر کسی شخص پر اپنے نفس کی کسل کی وجہ سے روزہ گراں ہے اور وہ خیال اور گمان کرتا ہے کہ میں بیمار ہوں اور میری صحت ایسی ہے کہ اگر ایک وقت نہ کھاؤں تو فلاں فلاں عوارض لاحق ہوں گے اور یہ ہوگا اور وہ ہوگا تو ایسا آدمی خدا کی نعمت کو خود اپنے اوپر گراں گمان کرتا ہے۔ کب اس ثواب کا مستحق ہوگا۔ ہاں وہ شخص جس کا دل اس بات سے خوش ہے کہ رمضان آگیا اور اس کا منتظر ہی تھا کہ آوے اور روزہ رکھوں گا اور پھر وہ بوجہ بیماری کے رکھ نہیں سکتا تو وہ آسمان پر روزے سے محروم نہیں ہے۔"

(الحکم ۱۰ دسمبر ۱۹۰۲ء)

رمضان کی فرضیت کی اہمیت کا احساس اس قدر صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تھا کہ ابو طلحہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں غزوات میں شمولیت کے باعث روزے نہ رکھ سکے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد عیدین کے علاوہ ہمیشہ روزہ میں رہے۔

الٰہی نشان پر ۱۰۰ سال

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مہدی کی آمد کے تعلق سے رمضان المبارک میں کسوف و خسوف کے نشان کی خوشخبری دی تھی جس کو پورا ہوئے اس رمضان المبارک میں پورے سو سال ہو رہے ہیں جس نے یہ ثابت کر دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام حضرت امام مہدی علیہ السلام کا ظہور ہو چکا ہے یہ حیرت انگیز پیشگوئی سنن دار قطنی جلد ۲ صفحہ ۶۵ باب صفۃ صلوٰۃ الخسوف میں آج بھی دیکھی اور پڑھی جا سکتی ہے اور دونوں فرقوں اہل سنت اور شیعہ کی احادیث کی کتب میں بھی موجود ہے۔ اور بزرگان سلف نے اپنی کتب میں فخر یہ طور پر اسے پیش کر کے اس کی عظمت کو نمایاں کیا ہے چند ایک بزرگوں کی کتب کے نام بغرض ملاحظہ پیش ہیں۔

۱۔ علامہ بیہقی نے اپنی کتاب سنن بیہقی
۲۔ علامہ ابن حجر مکی نے اپنی کتاب صواعق محرقہ میں
۳۔ حضرت مجدد الف ثانی نے اپنی کتاب مکتوب امام ربانی میں
۴۔ حضرت عبد الحق صاحب محدث دہلوی نے عقائد الاسلام میں
۵۔ نواب صدیق حسن خان صاحب نے اپنی کتاب "حجج الکرامہ" میں
۶۔ حضرت نعمت اللہ شاہ ولی نے اپنی کتاب اربعین میں
۷۔ مولوی محمد رمضان صاحب نے اپنی کتاب آخری گت میں
۸۔ حافظ محمد لکھو کے نے اپنی کتاب احوال الآخرہ میں
۹۔ اور ملتان کے بزرگ حضرت عبد العزیز پرہاروی نے تو سال کا بھی تعیین فرما دیا کہ ۱۳۱۱ ہجری میں ہوگا۔
۱۰۔ اور بہار الانوار اور اکمال الدین میں جو اہل تشیع کی مستند کتب ہیں اس پیشگوئی کا ذکر موجود ہے۔

اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام نے جب خدائی بشارت کے تحت امام مہدی ہونے کا اعلان فرمایا تو آپ کی صداقت کے لئے خدا تعالیٰ نے اس کا ظہور رمضان المبارک کے مہینہ میں ۱۸۹۴ء اور ۱۸۹۵ء میں دو مرتبہ فرمایا جس کا ذکر اس وقت کے اخبارات اور کتب میں تو ہے ہی آج بھی چنانچہ یونیورسٹی کے شعبہ فلکیات سے اور بنگال سے اس زمانہ کی شائع شدہ جنتری سے اس نشان کی توثیق کی جا سکتی ہے بہر صورت رمضان المبارک نے حضرت امام مہدی علیہ السلام کی صداقت کو پیش فرمایا لہٰذا اس سال کی رمضان المبارک کے مہینہ کی ایک خاص عظمت ہے اور آج حضرت امام مہدی علیہ السلام کے برحق چوتھے خلیفہ ستاروں پر کمندیں ڈال کر ایمان و عرفان کی دولت کو تقسیم فرما رہے ہیں اور ساری دنیا کو امت واحدہ بنانے کے لئے اللہ کے فضل سے سر دھڑ کی بازی لگا رہے ہیں اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ابنائے فارس ہی ایمان کو ثریا ستارے سے لا کر زمین پر قائم کریں گے۔ یہ پیشگوئی پوری شان سے پورا ہوتے ہوئے ہر انسان دیکھ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس قبولیت دعا کے مہینہ سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے جس میں خدا کے نشانات ظاہر ہوئے اور رمضان المبارک کی عظمتوں کے برقرار رکھنے خدا تعالیٰ کے رنگ میں رنگین ہونے عبادت کے اس موسم بہار میں جو در اصل لقاء الٰہی اور وصل الٰہی اور قبولیت دعا کا مہینہ ہے۔ متمتع ہونے کی توفیق دے کتنا سچ ہے کہ

چل رہی ہے نسیم رحمت کی
جو دعا کیجئے قبول ہے آج

درخواست دعا: مکرم محمد ظفر احمد صاحب قریشی صدر جماعت احمدیہ شاہجہانپور (یو پی) اپنے و عیال کی صحت و سلامتی کا حقہ خدمت دین کی توفیق پانے کے لیے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ اعانت بدر ۲۵ روپے
منیجر بدر

٭ اس بابرکت مہینہ کی برکتوں سے محروم رہتے ہیں جو درست نہیں۔

اسراف ___ ایک قومی جرم

از مکرم مولوی سید طفیل احمد صاحب شہباز مبلغ سلسلہ ڈبرو گڑھ

انسانی زندگی میں پریشانیاں زندگی کا ایک عنصر ہے۔ کچھ پریشانیاں ایسی ہوتی ہیں جن کا انسان کے پاس کوئی علاج نہیں ہوتا مثلاً موت۔ طوفان۔ زلزلہ وغیرہ یا کوئی حادثہ یا دیگر ارضی وسماوی آفات۔ لیکن زندگی کی بہت سی پریشانیاں انسان کی اپنی پیدا کردہ ہوتی ہیں جیسا کہ ہندی میں ایک محاورہ ہے کہ "آ بیل مجھے مار" جسے انگلش میں ہم سیلف امپوز ٹینشن SELF IMPOSE TENSION بھی کہتے ہیں یہ ایسی پریشانیاں ہیں جس کو انسان خود اپنے سر لے لیتا ہے۔ لیکن اگر غور وفکر اور توجہ سے کام لیا جائے تو اگر وہ بالکل ختم نہ ہوں پھر بھی ان میں خاطر خواہ کمی واقع ہو سکتی ہے اور اگر قرآن کریم کے اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ان پر صحیح رنگ میں کاربند ہوا جائے تو مکمل طور پر ایسی پریشانیوں کا صفایا ہو سکتا ہے۔

ہمارے معاشرے کی بہت سی پریشانیاں اور الجھنیں ہماری طرز زندگی کی مرہون منت ہیں۔ ایک حرص اور نقل کا جذبہ ہم میں اس قدر پیدا ہو گیا ہے کہ بعض اوقات حرص اور نقل کرتے ہوئے ہم اپنا نہ صرف مذہبی بلکہ اخلاقی اندار تک کو فراموش کر بیٹھتے ہیں۔ لیکن اگر قرآن کریم کے اصولوں کے مطابق زندگی بسر کی جائے تو مکمل طور پر ایسی پریشانیوں سے نجات حاصل کی جا سکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:۔
"کھاؤ پیو مگر اسراف نہ کرو"
(الاعراف ع۳)

نیز فرمایا:
"اللہ تعالیٰ مسرفین کو پسند نہیں کرتا" (الانعام ع۱۷)

صرف یہی نہیں بلکہ قرآن کریم نے اسراف کو ایک بڑا گناہ قرار دیا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ اسراف صرف ضروریات زندگی تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ انسان دینی اور دیگر معاملات میں بھی اسراف کا مرتکب ہوتا ہے۔ اسراف ایک بنیادی برائی ہے جو ایک مومن کو اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے میں روک پیدا کر دیتی ہے۔ اب مثال کے طور پر عبادت ہے۔ اسلام میں عبادت صرف اللہ تعالیٰ کے لئے مخصوص ہے۔ لیکن لوگوں نے اس میں بھی اسراف کر کے اللہ تعالیٰ کی عبادت کے بجائے اس کو غیر اللہ کی عبادت تک بھی بڑھا دیا ہے۔ حالانکہ قرآن کریم کی بہت سی خوبیوں میں سے ایک خوبی یہ ہے کہ اس نے اپنے تمام احکام میں اعتدال کو مدنظر رکھا ہے تاکہ انسانی نفس پہ ایسا بوجھ نہ پڑے جو اس کے ملال کا موجب بن جائے۔ اس نے روٹی کھانے میں بھی اعتدال کا حکم دیا ہے۔ اس نے پانی پینے میں بھی اعتدال کا حکم دیا ہے۔ بلکہ یہاں تک فرمایا کہ عبادات میں بھی اعتدال سے کام لو۔ غرضیکہ قرآن کریم نے متعدد مقامات پر انسان کو ہر شعبہ میں اعتدال کی تعلیم دی ہے۔ اور فضول خرچی و اسراف سے سخت منع کیا ہے بلکہ اسے گناہ قرار دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فضول خرچ لوگوں کو شیاطین کا بھائی قرار فرماتا ہے اور شراب پینے کے عمل کو بھی قرآن کریم میں شیطان کے عمل سے منسوب کیا ہے۔ پس اسی سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ فضول خرچی کتنا قابل مذمت فعل ہے۔ شیطان کا بھائی ہونا کون برداشت کر سکتا ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ عام طور پر فضول خرچی کو بسا اوقات کوئی گناہ ہی نہیں سمجھا جاتا بلکہ بعض لوگ فضول خرچی فخر کے ساتھ کرتے ہیں۔

جب کبھی ایسے لوگوں سے عرض گذاشت کی جاتی ہے کہ آپ فضول رسومات میں مال ضائع نہ کریں تو اکثر ان میں سے جواباً یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمایا ہے تو کیوں نہ خرچ کریں۔ لیکن قرآنی تعلیم کی روشنی میں یہ جواب کتنا مجرمانہ ہے۔ خرچ کرنے سے کون روکتا ہے؟ خرچ کریں ضرور خرچ کریں لیکن اتنا جتنا اس کا حق ہے۔ از روئے احکام الٰہی انسان جو کچھ کماتا ہے اس میں سے اس کو صرف اتنا ہی خرچ کرنے کا حق ہے جتنا اس کی ذاتی یا متعلقین کی ضروریات زندگی کے لئے کافی ہو۔ باقی مال ان لوگوں کے لئے ہے جن کا ذکر اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں یوں فرمایا ہے کہ:

"اور قرابت والے (رشتہ دار) کو اور مسکین کو اور مسافر کو اس کا حق دو اور اسراف کس رنگ میں (بھی) نہ کرو" (بنی اسرائیل ع۳)

لیکن عام طور پر ہوتا یہ ہے کہ وہ حقوق جو قرآن کریم میں مذکورہ لوگوں کا ہوتا ہے وہ جہیز خرچ و رسومات و دیگر لوازمات و فضول خرچی کے نذر ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بعض کو روپیہ کمانے کی طاقت رزق اسی لئے تو پہنچایا ہے کہ وہ اپنی بھی ضروریات پوری کریں اور قوم کی ضروریات بھی پوری کریں۔ اپنے نادار رشتہ داروں کو نیز قوم کے نادار لوگوں کو جو باوجود کوشش کے اپنی ضروریات کے مطابق کما نہیں سکتے ان کی ضروریات کا بھی خیال رکھیں۔ اگر ہم یہ مال فضول خرچی میں اڑا دیتے ہیں تو ہم صرف قومی جرم ہی نہیں کرتے بلکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سخت گناہگار ہیں۔ کیونکہ زیادہ مال کمانے کے مواقع معاشرہ ہی نے ہم پہنچائے لہٰذا وہی زیادہ مال کے حقدار ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے تحریک جدید کے مطالبات میں سب سے پہلے سادہ زندگی پر زور دیا ہے اور فضول خرچی کے مختلف پہلوؤں کو لے کر اس سے بچنے کی ہدایت فرمائی ہے جن کو پیش نظر رکھ کر ہم قومی ملی دینی خدمات کے لئے روپیہ بچا سکتے ہیں۔ اس لئے ہم میں سے ہر ایک شخص کو چاہیئے کہ کوئی کام کرنے سے بیشتر یہ غور کر لیا کریں کہ فلاں خرچ کے بغیر گزارہ ہو سکتا ہے یا نہیں چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ولیمہ کے متعلق فرماتے ہیں:

"رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بڑے سے بڑا ولیمہ بھی اتنا ہوا ہوگا جتنے ہمارے ہاں چھوٹے ہوتے ہیں حالانکہ ولیمہ پہ دس پندرہ دوستوں کو بلا لینا کافی ہوتا ہے۔ یا جیسا کہ سنت ہے ایک بکرا ذبح کیا۔ شوربا پکایا اور خاندان کے لوگوں میں بانٹ دیا" (مطالبات تحریک جدید ص۱۲)

مہر کے متعلق آپ نے ہدایت فرمائی کہ:
"پھر مہر بھی حد سے زیادہ مقرر کئے جاتے ہیں۔ ہمارے گھروں میں عام طور پر ایک ہزار روپیہ مہر ہوتا ہے بعض زیادہ بھی ہیں۔ زیادہ ان حالتوں میں ہیں جن میں عورتوں کو شرعی حصہ نہیں مل سکتا وہاں مہر اتنا ہے کہ وہ کمی پوری ہو جائے۔ مگر یہاں ہم نے دیکھا معمولی معمولی آدمی دس دس اور پانچ پانچ ہزار مہر مقرر کرتے ہیں۔ حالانکہ نہ جائیدادیں اور آمدنیاں بہت ہی کم ہوتی ہیں۔ بہرحال حیثیت کے مطابق ہونا ضروری ہے" (ایضاً ص۱۲)

اس کے علاوہ بھی اور بہت سی ہدایات موجود ہیں جن پر چل کر ہم اپنی ضروریات کے ساتھ ساتھ قوم، دین کی ضرورت بھی پوری کر سکتے ہیں۔

درحقیقت فضول خرچی امانت میں خیانت کے مترادف ہے کیونکہ جو امانت خدا نے ہمیں سونپی ہے اس کو اس کے مستحقین تک نہ پہنچا کر فرسودہ رسومات میں خرچ کرنا خیانت کے مترادف ہے۔ اکثر معاشرتی رسوم اس طرح منائی جاتی ہیں کہ نہ مذہب ایسے طریقوں کی اجازت دیتا ہے اور نہ ہی اخلاقی طور پر ان کی افادیت ہے۔

رسومات کے معاملات میں خواتین کا کردار بڑا اہم ہوتا ہے کیونکہ وہ یہ سمجھتی ہیں کہ ایسے مواقع پر اپنے دوستوں اور رشتہ داروں میں نمایاں حیثیت حاصل کریں ورنہ ان کی ناک ہی کٹ جائے گی۔ چنانچہ حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ سے کسی معاملات میں کسی شخص نے عرض کیا۔ حضور! اس طرح کرنے سے برادری میں میری ناک کٹ جائے گی۔ اس پر حضور نے بڑا لطیف جواب فرمایا کہ:

"آپ کی وہ ناک کٹ ہی جانی چاہیئے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناک سے بڑی ہو"

بعض لوگوں کے اسراف کے نتیجہ میں ان لوگوں کا رجحان معاشرہ میں جرائم کی طرف ہو جاتا ہے جو حسب دستور شان و شوکت نیز فضول خرچی کا مظاہرہ نہیں کر سکتے وہ بھی چاہنے لگتے ہیں کہ وہ کسی طرح جائز و ناجائز وسائل اختیار کر کے طمطراق کی زندگی بسر کریں۔ چنانچہ بدعنوانی خود غرضی اور ایک دم امیر بننے کے رجحان کا ایک سبب صاحبان توفیق کی یہی نمائش اور بے جا اخراجات کے طریقے ہیں۔ ظاہر ہے کہ جب لوگ ناجائز پیسہ کمانے کی کوشش کریں گے تو جرائم اور گناہ کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہو جائے گا۔

پس حقیقت یہ ہے کہ جو موحد ہے یہ ممکن ہی نہیں کہ وہ رسوم کا پابند ہو۔ پس جن کے دل رسوم پرستی کی قید میں جکڑے ہوں وہ موحد ہو ہی نہیں سکتے۔

پس جب تک ہم اس منافقت کی روح کو کہ دل میں غیر اللہ کے بت ہیں اور زبان پر خدا تعالیٰ ہے ختم نہیں کرتے تب تک ہم میں موحدانہ روح نہیں پیدا ہوگی۔ اسی منافقت کے نتیجہ میں انسان رسوم پرستی کا پابند رہتا ہے۔

احمدی احباب کے لئے فضول خرچی نہایت خطرناک ہے کیونکہ ان کا دعویٰ ہے کہ وہ ساری دنیا سے برائیوں کو ختم کریں گے اور اسلام کو غالب کریں گے لہذا ہمیں فضول خرچی و بد رسومات سے بکلی اجتناب کرنا چاہیئے۔

پاکستان کے آئینہ خانے سے

پاکستان کے مظلوم احمدی مسلمانوں کا سنہ ۱۹۹۳ء

"اسلامی" حکومت میں انسانی حقوق کی بدترین اہانت

از جناب رشید احمد صاحب چوہدری پریس سیکرٹری جماعت احمدیہ مقیم لندن

گزشتہ سال ۲۶ ر جولائی ۱۹۹۳ء کو پانچ احمدی مسلمانوں نے جن کو اسلامی اصطلاحات کے استعمال کی وجہ سے پاکستانی عدالتوں نے سزائیں دی تھیں سپریم کورٹ آف پاکستان میں اپیلیں دائر کیں اور یہ موقف اختیار کیا کہ احمدی مسلمانوں پر رسوائے زمانہ آرڈیننس (۲۶ ر اپریل ۱۹۸۴ء) کے تحت جو پابندیاں لگائی گئی ہیں وہ دستور اساسی میں واضح طور پر ہر شہری کو دیئے گئے بنیادی انسانی حقوق کی صریح خلاف ورزی ہے۔

عدالت سے ہرگز یہ درخواست نہیں کی گئی کہ وہ اس بات کا فیصلہ کرے کہ جماعت احمدیہ کے عقائد درست ہیں کہ نہیں کیونکہ یہ فیصلہ کرنا کہ کسی شخص یا فرقہ کے عقائد درست ہیں یا نہیں عدالتوں کے اختیارات میں نہیں آتے کیونکہ انسان غیب کا علم نہیں رکھتا کسی بھی شخص کے ایمان کا تعلق اس کے اور اس کے خدا کے درمیان ہوتا ہے! درحقیقت خدا تعالیٰ کی ذات ہی عالم الغیب ہستی ہے جو فیصلہ کر سکتی ہے کہ کون مسلمان ہے اور کون نہیں دنیا کی کسی عدالت یا اسمبلی کو مذہبی حقوق میں دخل اندازی کا حق حاصل نہیں لیکن سینئر جج جناب شفیع الرحمٰن کو چھوڑ کر سپریم کورٹ کے باقی ججوں نے جو فیصلہ دیا ہے اس میں انہوں نے آرڈیننس کو جائز قرار دینے کی کوشش کی ہے اور اصل قانونی نقطہ کی طرف نہیں آئے جو یہ تھا کہ اس آرڈیننس کی کچھ دفعات بنیادی انسانی حقوق سے متصادم ہیں یا نہیں۔

اس ضمن میں یاد رہے کہ جج صاحبان عقیدۃً غیر احمدی تھے اس لئے وہ اپنے عقیدہ کے خلاف گواہی کیسے دے سکتے ہیں۔ عقیدہ کے لحاظ سے ان کی حیثیت ایک پارٹی سے بڑھ کر نہیں ہو سکتی گویا وہ خود مقدمہ کے فریق تھے اس پہلو سے وہ مجاز ہی نہیں تھے کہ احمدی اور غیر احمدی اختلافات کے درمیان قاضی بنیں۔ انہوں نے اپنے فیصلہ میں تقریبے کی بحث چھیڑی ہے جو بالکل بے معنی اور بے محل ہے پھر انہوں نے اسی پر بس نہیں کی بلکہ کمال بے انصافی سے کام لیتے ہوئے جماعت احمدیہ کو موقع ہی نہیں دیا کہ وہ ان کے دلائل کو توڑ کر حقیقت حال سے ان کو اور ان کی وساطت سے تمام اہل پاکستان کو آگاہ کرتی۔ اس طرح فاضل ججوں نے ہر قسم کے عدل کے تقاضوں کو پامال کرتے ہوئے اور سراسر ناانصافی برتتے ہوئے جو اقدامات کئے ان کا خلاصہ یہ ہے کہ:

الف: خالصۃً دستوری نکتہ پر انصاف کی فریاد طلب کرنے پر بلا جواز اور ناحق مذہبی بحث میں اُلجھے جو سراسر لاتعلق تھی۔

ب: مذہبی اختلاف میں ایک پارٹی ہونے کے باوجود فریق ثانی کے خلاف جج بن بیٹھے۔

ج: مذہبی بحث کو فیصلہ میں یکطرفہ طور پر بلا جواز اس طرح داخل کیا کہ فریق ثانی کے وکیل سابق جسٹس جناب فخرالدین جی ابراہیم اور ان کے مددگار وکلاء کو ان نکات پر بحث کرنے اور جوابی دلائل پیش کرنے کا موقع ہی نہیں دیا۔ عدلیہ کی تاریخ میں ناانصافی کی یہ ایک بدترین مثال ہے جس نے پاکستانی عدلیہ کے چہرے پر کلنک کا ٹیکہ لگایا ہے۔

احمدی عقائد پر بحث کرتے ہوئے عدالت نے اپنے فیصلے میں لکھا "قادیانی اسلامی اصطلاحات استعمال کر کے مسلمانوں کو دھوکہ دیتے ہیں اور اگر قادیانی مسلمانوں کو دھوکا دینا چاہتے ہوتے تو اپنی علیحدہ اصطلاحات بنا لیتے۔ قادیانیوں کے اسلامی اصطلاحات استعمال کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کے مذہب کی اپنی بنیاد کوئی نہیں اور نہ ہی یہ اپنی بنیاد پر پھول پھل سکتا ہے۔"

● سپریم کورٹ کا ظالمانہ فیصلہ جس سے تشدد بھڑک اٹھا ● جماعت احمدیہ کے افراد پر مساجد میں حملے ● احمدی طلباء و ڈاکٹروں پر ظلم ● احمدی اخبارات و رسائل پر مقدمات ● اجتماعات و جلسات پر پابندی ● توہین رسالت کے جھوٹے بہانے۔

جسٹس عبدالقدیر نے یہ فقرہ لکھ کر کہ "ان کے اپنے مذہب کی کوئی بنیاد نہیں"۔ اپنے سارے فیصلے پر پانی پھیر دیا ہے۔ احمدی تو ہمیشہ سے کہتے چلے آئے ہیں کہ ان کا کوئی الگ مذہب نہیں اور نہ ہی کوئی الگ بنیاد ہے۔ وہ صرف اور صرف اسلام کو اپنا مذہب اور خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا نبی مانتے ہیں اور قرآن کریم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ آخری کتاب مانتے ہیں۔ قبلہ کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھتے ہیں اور مسلمانوں کے ہاتھ کا ذبیحہ کھاتے ہیں پس جب احمدیوں کا کوئی الگ مذہب نہیں تو انہیں کسی الگ بنیاد کے بنانے یا غیر اسلامی اصطلاحات کا استعمال کرنے کی ضرورت کیا ہے۔

جسٹس قدیر نے اپنے فیصلے میں یہ بھی لکھا ہے کہ:۔

"اسلامی ریاست کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ غیر مسلموں کو شعائر اسلام کی آڑ میں اپنے مذہب کی تبلیغ کرنے سے روکنے کے لئے قانون سازی کرے"۔

ان کی اس دلیل سے ہی ظاہر ہو جاتا ہے کہ وہ کیا چاہتے ہیں۔ وہ جماعت احمدیہ کے خلاف بنائے گئے قوانین کو جائز قرار دینے کی کوشش میں اپنی بددیانتی پر پردہ ڈال رہے ہیں۔ احمدیت کوئی مذہب نہیں ہے نہ ہی احمدیوں نے کبھی خود کو غیر مسلم سمجھا ہے یا لکھا ہے۔ انسان کا مذہب وہی ہوتا ہے جسے وہ خود اپنے لئے اختیار کرتا ہے اگر یہ اختیار عدالتوں اور اسمبلیوں کو دے دیا جائے اور یہ تصور کر لیا جائے کہ گویا وہی انسان کے دینی مذہب کا فیصلہ کرنے والے "اِلٰہ" ہیں تو قرآن کریم پھر ہمیں اس بد انجام کی خبر دے رہا ہے کہ

لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ
إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا

(سورۃ ۲۱ آیت ۲۳)

یعنی ایسی صورت میں جب دنیا میں اللہ کے سوا اِلٰہ ہوں تو دنیا میں فساد برپا ہو جائے گا۔

جو لوگ پاکستان کی قومی اسمبلی کے فیصلے کی بنا پر احمدیوں کو غیر مسلم بن جانے کا مشورہ دے رہے ہیں کیا یہ بتا سکتے ہیں کہ اگر کل ہندوستانی کی لوک سبھا یہ فیصلہ کرے کہ ہندوستان کے بسنے والے مسلمان عقائد کے اعتبار سے مسلمان کہلانے کے حقدار نہیں ہیں تو کیا ہندوستان کے مسلمان اس فیصلے کے سامنے سر تسلیم خم کر دیں گے اور کیا ہندوستان کی عدلیہ ان کے متعلق جسٹس قدیر کی دلیل استعمال نہیں کر سکتی کہ ان کے مذہب کی اب کوئی بنیاد نہیں رہی۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ اسلام کی شناخت اقرار باللسان اور تصدیق بالقلب سے ہے ظاہر ہے کہ تصدیق بالقلب کا علم تو صرف خدا تعالیٰ کی ذات کو ہے لہٰذا انسانی فیصلے صرف اقرار باللسان سے ہی

ہو سکتے ہیں۔

عدالت نے اپنے فیصلے میں یہ بھی لکھا ہے کہ:

"امن و امان بحال رکھنے اور شہریوں کے جان و مال کے تحفظ کے لئے پنجاب حکومت کا جماعت احمدیہ کے جشن صد سالہ پر پابندی لگانے کا فیصلہ درست تھا۔"

سوال یہ ہے کہ عدالت کا فیصلہ عدل و انصاف پر مبنی ہوتا ہے یا دیگر مصالح کو مدنظر رکھ کر کیا جاتا ہے؟ دنیا بھر میں جہاں بھی عدلیہ آزاد ہے وہ اپنے فیصلے انصاف و حقائق کو مدنظر رکھ کر بلا خوف لومة لائم دیتے ہیں۔ امن و امان قائم رکھنے کا مسئلہ وزارت داخلہ کا ہے نہ کہ عدالتوں کا۔ اگر فیصلے اسی طرح ہوتے رہے کہ جب کبھی وزارت داخلہ نے کہا کہ صحیح فیصلے سے ملک میں امن و امان کا مسئلہ پیدا ہوگا اور ججوں نے اس کی روشنی میں غلط اور ظالمانہ فیصلہ دے دیا تو ملک کا اللہ ہی حافظ ہے۔ ملکوں کی بقا کا راز صرف اور صرف آزاد عدلیہ پر منحصر ہے اور جب عدلیہ ہی حکومت اور عوام سے خائف ہو کر فیصلے دینے لگے تو ایسا ملک جلد یا بدیر خدا تعالیٰ کی گرفت میں آ جایا کرتا ہے۔

ایک سوال یہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ اگر احمدیوں کے مذہبی ارکان پر عمل کرنے سے عدالت کے نزدیک امن و امان کا مسئلہ کھڑا ہو جاتا ہے تو کیا عدالت اس بات سے بے خبر ہے کہ ملک میں ہر سال محرم کے دوران فسادات کے نتیجے میں خون خرابہ ہوتا ہے اور کئی جانیں تلف ہوتی ہیں۔ کیا عدالت اسی اصول کے پیش نظر جو انہوں نے احمدیوں کے بارے میں اختیار کیا ہے شیعوں کو کبھی اپنے مذہبی رسومات سے روک دے گی۔ پھر سنی ذکری اختلافات ہیں۔ سنی اسماعیلی اختلافات ہیں ہر فرقہ یہی کہتا ہے کہ دوسرے فرقہ کی عبادات اذان اور مذہبی رسومات سے ان کے مذہبی جذبات مجروح ہوتے ہیں تو پھر ان سب پر پابندی کیوں نہیں لگائی جاتی ان کے خلاف کیوں ایسے فیصلے نہیں دیئے جاتے تاکہ ملک میں امن و امان قائم رہے۔

حقیقت یہ ہے کہ پاکستان میں آجکل ہر ادارہ ہی افراتفری کا شکار ہے عدالتیں بھی اس سے مبرا نہیں

جب اس کیس کی سماعت ہو رہی تھی تو جج صاحبان نے اپنے ریمارکس میں بار بار احمدیوں کے موقف کی حمایت کی تھی اور اخبارات نے ان ریمارکس کو جلی حروف میں شائع بھی کیا تھا جس پر پاکستان کے علماء سُو نے ان جج صاحبان کو دھمکیاں بھی دی تھیں اور ان دھمکیوں پر مشتمل اشتہارات بھی شائع کئے گئے تھے۔ اب معلوم نہیں کہ مولویوں کے دباؤ نے سپریم کورٹ کو اپنا فیصلہ بدلنے پر مجبور کیا یا کوئی چیز تھی جو انصاف کی راہ میں حائل ہو گئی اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ وگرنہ جو ریمارکس انہوں نے برملا دئے تھے ان کی کچھ عکاسی تو ان کے فیصلے میں ہوتی۔ آخر وہ کون سے عوامل تھے جنہوں نے فیصلہ لکھتے وقت ان ریمارکس کو کلیتہً حذف کرا دیا۔ ہم جج صاحبان کے اس راز سے پردہ اٹھنے کے منتظر ہیں۔

ہم یہاں سپریم کورٹ کے سینئر جج جسٹس شفیع الرحمٰن صاحب کی دلیری کی داد دئے بغیر بھی نہیں رہ سکتے جنہوں نے زبردست دباؤ کے باوجود حق و انصاف کو قائم رکھتے ہوئے اپنا اختلافی فیصلہ لکھا اور یہ تسلیم کیا کہ احمدیوں کے بنیادی حقوق پر ڈاکہ ڈالا جا رہا ہے اور یہ بات آئین پاکستان سے متصادم ہے

ایک اخباری بیان کے مطابق یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ اختلافی نوٹ کی وجہ سے علامہ شاہ احمد نورانی نے جسٹس شفیع الرحمٰن کو احمدی قرار دیتے ہوئے ان پر غداری کے الزام میں مقدمہ چلانے کا مطالبہ کیا ہے۔ مولوی شاہ احمد نورانی کے اس بیان کے بعد کیا پاکستان میں حق و انصاف پر مبنی عدلیہ کی بقاء کی کوئی صورت باقی رہ جاتی ہے اور کیا ہمارا وہ خدشہ جس کا ہم نے اوپر ذکر کیا ہے اور جو اس مقدمہ میں مسلمہ عدل و انصاف کی راہ میں حائل ہوا ہے سو فیصد درست قرار نہیں پاتا؟

دنیا کے بے شمار منصف مزاج لوگوں، ججوں، وکلاء اور قانون کے پیشہ سے تعلق رکھنے والے لوگوں نے سپریم کورٹ کے اس فیصلہ پر تنقید کرتے ہوئے اس خدشہ کا اظہار کیا ہے کہ اس فیصلہ کے منظر عام پر آنے کے بعد پاکستان بھر میں احمدیوں کا جینا محال ہو جائے گا اور ملک میں ان کے خلاف ظلم و ستم کی ایک نئی لہر اٹھے گی۔ چنانچہ MAINZ جرمنی کی عدالت کے ایک جج نے پاکستان سپریم کورٹ کے اس فیصلے پر کڑی نکتہ چینی کرتے ہوئے لکھا ہے۔

"۳ جولائی ۱۹۹۳ء کو سپریم کورٹ آف پاکستان نے آرڈیننس نمبر ۲۰ مجریہ ۲۶ اپریل ۱۹۸۴ء کے متعلق ایک نیا بنیادی فیصلہ سنایا۔ یہ فیصلہ آرڈیننس کی آئینی حیثیت کے بنیادی سوال پر بحث کرتے ہوئے بعض احمدیوں کی اپیلوں کو مسترد کرتا ہے جو انہوں نے آرڈیننس کی بعض دفعات کے تحت قائم شدہ مقدمات میں ماتحت عدالتوں کی طرف سے دی جانے والی سزاؤں کے خلاف کی تھی۔

اس فیصلے میں جو زبان استعمال کی گئی ہے بعض مقامات پر اتنی ظالمانہ اور سخت ہے کہ اس کے نتیجے میں پاکستان میں احمدیوں کے خلاف ہونے والے مظالم میں شدت آ سکتی ہے۔

یہ فیصلہ جس کے بعض حصوں میں انتہائی درشت زبان استعمال کی گئی ہے احمدیوں کے بارہ میں توہین آمیز کلمات استعمال کئے گئے ہیں ان کو بحیثیت مسلمان رہنے کا حق نہیں دیتا۔

ایک پیراگراف میں تو سپریم کورٹ احمدیوں کے خلاف تشدد اور قانون کو اپنے ہاتھ میں لینے کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ اس طرح احمدی ظالموں کے حملوں کا نشانہ بن سکتے ہیں اور حملہ آور کہہ سکتے ہیں کہ سپریم کورٹ ان کی حمایت کرتی ہے"۔

اس فاضل جج نے جن خدشات کا اظہار اپنے فیصلہ میں کیا ہے اور جن خطرات کو بھانپا ہے بعد میں ہونے والے واقعات اس کی پوری پوری تصدیق کرتے ہیں۔

ذیل میں چند ایسے واقعات درج کئے جاتے ہیں جن سے معلوم ہوگا کہ پورے پاکستان میں احمدیوں کے خلاف مہم شروع کی جا رہی ہے اور خاص طور پر توہین رسالت کے مقدمات ان کے خلاف کھڑے کئے جا رہے ہیں۔

جماعت احمدیہ کے افراد پر مسجد میں حملہ

اس فیصلہ کے منظر عام پر آنے کے چند دن بعد مورخہ ۱۰ جولائی ۱۹۹۳ء کو مخالفوں کا ایک گروہ جو ۱۰-۱۵ افراد پر مشتمل تھا مسجد احمدیہ النور کراچی پہنچا اور وہاں موجود افراد سے کہا کہ وہ کسی ذمہ دار شخص سے بات کرنا چاہتے ہیں چنانچہ جب جماعت احمدیہ کا ایک عہدیدار وہاں پہنچا تو انہوں نے مسجد میں موجود احمدی مسلمانوں پر حملہ کر دیا اور ایک کو شدید زخمی کر کے یہ کہہ کر بھاگ گئے کہ اب سپریم کورٹ کا فیصلہ آ گیا ہے ہم سب آپ سے نپٹ لیں گے۔

قطعہ آیات قرآنی آویزاں کرنے کی وجہ سے مقدمہ

۱۸ جولائی ۱۹۹۳ء کو رشید احمد سنوری ولد مکرم بشیر احمد صاحب سنوری کی دکان واقع ڈیرہ اسماعیل خان سے ایک مخالف سلسلہ مولوی نے ایک قطعہ جس میں آیات اسماء حسنیٰ درج تھیں اتار لیا اور پولیس میں رپورٹ درج کرا دی کہ احمدی دکاندار نے خود کو مسلمان ظاہر کیا ہے چنانچہ ۱۸ جولائی کو اس کے خلاف زیر دفعہ سی/۲۹۸ تعزیرات پاکستان مقدمہ درج کر کے گرفتار کر لیا گیا۔ عدالت میں ضمانت کی درخواست دی گئی جو مسترد ہو گئی لہذا سات ہفتے جیل میں رہنے کے بعد ۸ ستمبر ۹۳ء کو ان کی ضمانت پر رہائی ہوئی۔ مقدمہ جاری ہے۔

توہین رسالت کا مقدمہ

مورخہ ۲۷ جولائی ۱۹۹۳ء کو ایک احمدی مسلمان سید بشیر احمد شاہ صاحب آف چکلہ ایبٹ آباد کے خلاف زیر دفعہ سی/۲۹۸، ۲۹۸ الف اور سی ۲۹۵ تعزیرات پاکستان ایک مقدمہ ایک مخالف سلسلہ کی رپورٹ پر درج کیا گیا۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ سید بشیر احمد صاحب نے کسی شخص کو حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب مرحوم کی تحریر کردہ کتاب "میری والدہ" پڑھنے کے لئے دی اور یہ اتہام لگایا کہ اس کتاب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کے خلاف گستاخیاں ہیں۔

امیر جماعت احمدیہ ضلع رحیم یار خان پر قاتلانہ حملہ!

مورخہ ۲۸ اگست ۹۳ء کو مکرم

عبد المجید صاحب امجد (امیر ضلع رحیم یار خاں) پر قاتلانہ حملہ ہُوا۔ تفصیل کے مطابق وہ مسجد میں نمازِ عشاء ادا کرنے کے بعد گھر آرہے تھے کہ راستہ میں دو موٹر سائیکل سواروں نے ان پر فائرنگ کی اور فرار ہوگئے۔ ایک گولی ان کے جبڑے کے پار نکل گئی۔ حملہ آوروں کا کوئی سُراغ نہیں مل سکا۔

نمازِ جمعہ کے موقعہ پر لاؤڈ اسپیکر استعمال کرنے پر مقدمات

موضع عنایت پور بھٹیاں ضلع جھنگ میں ۲۴ ستمبر ۹۳ء کو نمازِ جمعہ کے دوران لاؤڈ اسپیکر استعمال کرنے کی وجہ سے مخالفین کی رپورٹ پر مقامی پولیس نے جماعتِ احمدیہ کے صدر رائے غلام عباس بھٹی اور قائد خدام الاحمدیہ کے خلاف زیر دفعات سی/۲۹۸ اور ۱۸۸ تعزیراتِ پاکستان مقدمہ درج کرلیا۔

تبلیغ کرنے کے "جُرم" میں مقدمہ

مورخہ ۱۴۔ اکتوبر ۹۳ء کو موضع مونگ ضلع گجرات کے ایک احمدی مسلمان محمد اسلم کلا ولد خوشی محمد صاحب کے خلاف تبلیغ کرنے کے الزام میں تھانہ صدر منڈی بہاؤالدین زیر دفعہ سی/۲۹۸ تعزیراتِ پاکستان مقدمہ درج کیا گیا۔ ۱۵۔ اکتوبر کو پولیس نے انہیں گرفتار کرلیا اور ضمانت کی درخواست مسترد ہونے کے باعث انہیں کافی عرصہ جیل میں گزارنا پڑا۔

احمدی طلباء پر حملے

مورخہ ۸۔ اکتوبر کو دس بارہ طالب علموں کا ایک گروہ انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور کے ایک احمدی طالب علم سعد رفیق کے گھر پہنچا۔ اور اسے باہر بُلا کر مارنا شروع کر دیا۔ شور سُن کر جب ان کے والد مکرم محمد رفیق صاحب گوندل باہر آئے تو حملہ آور ان پر بھی جھپٹ پڑے۔ ان کے بازو اور ناک کی ہڈیاں ٹوٹ گئیں۔ اس کے بعد وہ انہیں تھانہ لے گئے۔ جہاں زیرِ دفعہ سی/۲۹۸ اور ۲۹۵ تعزیراتِ پاکستان ان پر مقدمہ کر دیا گیا۔

طلباء نے رپورٹ میں درج کرایا کہ سعد رفیق تبلیغ کرتا ہے۔ اور یہ الزام بھی لگایا کہ نعوذ باللہ دونوں باپ بیٹا توہینِ رسالت کے مرتکب ہو رہے تھے۔

مورخہ ۲۱۔ اکتوبر ۹۳ء کو ایک احمدی طالبِ علم خالد محمود کوکہ صاحب کو جو دار الحمد ہوسٹل واقع نیو مسلم ٹاؤن میں رہائش پذیر ہیں رات کے دس بجے کے لگ بھگ ہوسٹل کے باہر دس بارہ نوجوانوں نے اغوا کرلیا اور ایک ویگن میں ڈال کر نامعلوم مقام پر لے گئے۔ ان پر خوب تشدد کیا گیا اور اڑھائی گھنٹوں کے بعد گرین ٹاؤن کے علاقہ میں پھینک کر چلے گئے۔ ان سے زبردستی یہ بھی لکھوا لیا گیا کہ وہ احمدیت کی تبلیغ کرتے ہیں۔

مورخہ ۲۰۔ اکتوبر ۹۳ء کو علامہ اقبال میڈیکل کالج کے ایک احمدی طالب علم شفقت محمود کو جو MBBS کا امتحان دے کر کالج سے واپس لوٹ رہے تھے کئی ایک طالب علموں نے گھیر لیا اور خوب تشدد کیا۔ ان سے بھی زبردستی لکھوا لیا گیا کہ وہ احمدیت کی تبلیغ کرتے ہیں۔

احمدی ڈاکٹر پر حملہ

مورخہ ۴۔ نومبر ۹۳ء کو ایک احمدی ڈاکٹر ندیم احمد کو سروسز ہسپتال کے وارڈ میں چند نوجوانوں نے مارا اور بھاگ گئے۔

ربوہ سے شائع ہونے والے احمدی اخبارات و رسائل پر مقدمات

رسالہ انصار اللہ کے خلاف مقدمہ

ٹنڈو آدم ضلع سانگھڑ کے ایک مولوی احمد حمادی کی درخواست پر سپرنٹنڈنٹ پولیس سانگھڑ نے حکم نامہ جاری کیا کہ ماہنامہ انصار اللہ کی انتظامیہ اور قرآن نمبر بابت ماہ جولائی ۹۳ء میں مندرج مضامین کے لکھنے والوں پر زیر دفعہ اے/۲۹۵، بی/۲۹۵ اور سی/۲۹۸ تعزیراتِ پاکستان مقدمہ درج کیا جائے۔

درخواست میں کہا گیا کہ

(۱) رسالہ مذکور میں جگہ جگہ قرآنی آیات درج ہیں جس سے ہمارے جذبات مجروح ہوتے ہیں۔

(۲) احمدیوں نے خود کو جان بُوجھ کر مُسلمان ظاہر کیا۔

(۳) احمدیت کی تبلیغ کی کوشش کی گئی ہے۔

چنانچہ تھانہ ٹنڈو آدم میں یکم نومبر ۱۹۹۳ء کو ماہنامہ انصار اللہ کے ایڈیٹر، پرنٹر اور پبلشر نیز مضامین لکھنے والوں کے خلاف مقدمہ درج کیا گیا۔

الفضل اور انصار اللہ کے خلاف مقدمہ

مورخہ ۱۶۔ نومبر ۱۹۹۳ء کو ہوم سیکرٹری پنجاب گورنمنٹ کے حکم کے تحت روزنامہ الفضل ربوہ کے ۹ شمارہ جات بابت ماہ فروری، مارچ اور اپریل ۱۹۹۳ء کی وجہ سے دفعہ سی/۲۹۸ تعزیراتِ پاکستان کے تحت ربوہ تھانہ میں ایک مقدمہ ایڈیٹر، پرنٹر اور پبلشر الفضل ربوہ کے خلاف درج کیا گیا۔

اسی روز ایک اور مقدمہ ماہنامہ انصار اللہ کے مئی ۱۹۹۳ء کے شمارہ کی وجہ سے زیر دفعہ سی/۲۹۸ تعزیراتِ پاکستان ایڈیٹر، پرنٹر اور پبلشر ماہنامہ انصار اللہ کے خلاف درج کیا گیا۔

توہینِ رسالت کا ایک اور مقدمہ

چار احمدی مسلمانوں پر جن کے نام مکرم چوہدری ریاض احمد، مکرم بشارت احمد، مکرم قمر احمد اور مکرم مشتاق احمد آف چک ۱۵ د۔ ب ضلع میانوالی ہیں، مورخہ ۲۱۔ نومبر ۹۳ء کو تھانہ پپلاں ضلع میانوالی میں توہینِ رسالت کے الزام میں زیرِ دفعہ سی/۲۹۵ ایک مقدمہ درج کیا گیا۔ اور انہیں ۲۳۔ نومبر ۹۳ء کو گرفتار کرلیا گیا۔ اس چک میں صرف ایک ہی گھرانہ احمدیوں کا ہے جس کے تمام مردوں کو گرفتار کرلیا گیا ہے۔

طالبانِ دُعا:۔
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
۱۶۔ مینگو لین۔ کلکتہ۔ ۷۰۰۰۰۱

ارشادِ نبویؐ
صُومُوا تَصِحُّوا
(روزے رکھا کرو تاکہ صحت حاصل ہو)
:۔(منجانب):۔
یکے از اراکین جماعتِ احمدیہ ممبئی

خُلاصہ خطبہ جمعہ ...... بقیہ صفحہ اوّل

خاطر قائم فرمایا گیا ہے۔ اور یہ آخری نتیجہ ہے رمضان کا اور رمضان کی نیکیوں کا فائدہ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ، رُشد یعنی عقلِ کامل کی شکل میں حاصل ہوتا ہے۔ حضور نے فرمایا امرِ واقعہ یہ ہے کہ اہل اللہ ہی ہیں جن کو عقلِ کامل نصیب ہوتی ہے اس کے بغیر تو اہلِ دُنیا کے ڈھکوسلے ہی ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ہم اہلِ عقل ہیں۔ لیکن اُن کے اکثر فیصلے غلط ہوتے ہیں۔ پس مومن ہی ہیں جنہیں عقلِ کامل نصیب ہوتی ہے۔

اپنے بصیرت افروز خطبہ جمعہ کے آخر میں حضور انور ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے روزے کی فرضیت و برکت سے متعلق سیدنا حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض احادیثِ مبارکہ بیان فرمائیں۔ حضور نے فرمایا رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ رمضان کا ذکر فرمایا اور اس کو دُوسرے تمام مہینوں پر فضیلت دی اور فرمایا جس نے رمضان کو قائم کیا پُورے ایمان کے ساتھ اور محاسبہ کرتے ہوئے تو اس کے گناہ اُس سے اِس طرح زائل ہوجائیں گے جیسے اس دن گناہ اس کے ساتھ نہیں تھے جب اس کی ماں نے اس کو پیدا کیا تھا۔ حضور نے فرمایا یہ بہت عظیم خوشخبری ہے جس کا اَيَّامًا مَّعْدُودَاتٍ سے تعلق ہے۔ پس ایمان کے تقاضے پُورے کرتے ہوئے اور اپنے نفس کا محاسبہ کرتے ہوئے ان چند دنوں کو گزارو۔ تقویٰ اختیار کرو کیونکہ اللہ نے روزے کا مقصد تقویٰ بیان کیا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں،۔

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان شریف میں بہت عبادت کرتے تھے۔ ان ایام میں کھانے پینے کے خیالات سے فارغ ہو کر اور ان ضرورتوں سے انقطاع کر کے تَبَتُّلْ اِلَی اللّٰہ حاصل کرنا چاہیئے۔"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس میں روزے کی حکمت بڑے پیارے انداز میں بیان فرمادی کہ روزہ تبتّل کے لئے ہے۔ اور تکلیف پہنچانے کی خاطر روزہ نہیں فرض کیا گیا بلکہ تبتّل کے ذریعے لازم ہے کہ اللہ کی طرف توجہ پھیرنی ہے۔ پس یہ دُعائیں کرتے ہُوئے رمضان میں داخل ہوں کہ جو رمضان کے اعلیٰ مقاصد ہیں ہم انہیں حاصل کرنے والے بنیں۔ ہماری بدیاں جھڑ جائیں۔ ہمارا احتساب کامل ہو اور ہمارا ایمان زندہ ہوجائے۔ اور وہ تمام تر تقاضے پُورے کرتے ہُوئے ہم اُس خدا کو پالیں جس کی طرف رمضان ہمیں اُنگلی پکڑ کرلے جا رہا ہے۔

اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین۔

تقرّری قائدِ علاقائی اُتّرپردیش

جملہ قائدین مجالس اُتّرپردیش کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مکرم محمد قمر عالم سولیجہ صاحب آف کانپور کو بطور قائد علاقائی اُتّرپردیش برائے سال ۹۴-۱۹۹۳ء مقرر کیا گیا ہے۔ جملہ قائدین اُن سے پُورا تعاون فرماویں۔ اُن کا پتہ درج ذیل ہے:۔

MOHAMMAD QAMAR ALAM SOLEJA
42/29 MAKHANIA BAZAR
KANPUR - 208001
(U.P.)

صدر مجلس خُدّام الاحمدیہ بھارت

رمضان المبارک میں فدیۃ الصیام کی ادائیگی

از محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ قادیان

جماعتِ مومنین کے لئے ایک بار پھر اُن کی زندگیوں میں رمضان المبارک آرہا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ ہم سب کو اس ماہِ صیام کی برکات سے وافر حصہ عطا فرمائے۔ ان کے روزے اور دیگر عبادات مقبول ہوں۔

رمضان شریف کے مُبارک مہینے میں ہر عاقل و بالغ اور صحت مند مُسلمان مرد اور عورت کے لئے روزہ رکھنا فرض ہے۔ روزہ کی فرضیت ایسی ہی ہے جیسے دیگر ارکانِ اسلام کی۔ البتہ جو مرد اور عورت بیمار ہوں نیز ضُعفِ پیری یا کسی دُوسری حقیقی معذوری کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکتے ہوں ان کو اسلامی شریعت نے فدیۃ الصیام ادا کرنے کی رعایت دی ہے۔ اصل فدیہ تو یہ ہے کہ کسی غریب محتاج کو اپنی حیثیت کے مطابق رمضان المبارک کے روزے کے عوض کھانا کھلا دیا جائے۔ اور یہ صورت بھی جائز ہے کہ نقدی یا کسی اور طریق سے کھانے کا انتظام کر دیا جائے۔ تاکہ وہ رمضان المبارک کی برکات سے محروم نہ رہیں۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک فرمان کے مطابق تو روزہ داروں کو بھی جو استطاعت رکھتے ہوں فدیۃ الصیام دینا چاہیئے تاکہ اُن کے روزے مقبول ہوں۔ اور جو کمی کسی پہلو سے اُن کے اس نیک عمل میں رہ گئی ہے وہ اس زائد نیکی کے صدقے پوری ہو جائے۔

پس ایسے احباب جماعتِ احمدیہ بھارت جو مرکزِ سلسلہ قادیان کی جماعتی نظام کے تحت اپنے فدیۃ الصیام کی رقوم مستحق غرباء اور مساکین میں تقسیم کروانے کے خواہشمند ہوں وہ ایسی جملہ رقوم امیر جماعتِ احمدیہ قادیان کے پتہ پر ارسال کریں۔ انشاء اللہ اُن کی طرف سے اس کی مناسب تقسیم کا انتظام کر دیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو رمضان المبارک کی برکات سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اُٹھانے کی توفیق دے اور سب کے روزے اور دیگر عبادات قبول فرمائے۔ آمین ؎

زعماء مجالس انصار اللہ بھارت سے گزارش ہے کہ وہ فارم تشخیص بجٹ اور فارم تجنید پُر کرکے جلد از جلد دفتر مجلس انصار اللہ بھارت قادیان میں ارسال فرمائیں۔ (صدر مجلس انصار اللہ بھارت قادیان)

ضروری اعلان

جیسا کہ احباب کو علم ہے کہ سیدنا حضور انور ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی براہِ راست نگرانی میں لندن سے شائع ہونے والے اخبارات و رسائل (ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل (اُردو) ماہنامہ التقویٰ (عربی)، اور ماہنامہ ریویو آف ریلیجنز (انگریزی) وغیرہ) بیشتر دینی و علمی مواد پر مشتمل ہوتے ہیں۔ جن میں بعض اہلِ قلم کی نگارشات محض اس بناء پر شائع ہونے سے رہ جاتی ہیں کہ اُن میں دیئے گئے دیگر کتب و اخبارات کے اقتباسات کے حوالے مکمل نہیں ہوتے۔ علم دوست اہلِ قلم حضرات سے درخواست ہے کہ وہ ان اخبارات و رسائل کے لئے اپنی نگارشات بھجواتے وقت اُن میں درج کئے گئے اقتباسات کے مکمل حوالے ضرور تحریر کیا کریں۔ اگر کسی اقتباس کا صحیح اور مکمل حوالہ نہ مل سکے تو اس کی وضاحت علیحدہ نوٹ کی شکل میں مضمون کے ساتھ ضرور آنی چاہیئے۔ والسلام

خاکسار:- ہادی علی چوہدری
ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن

قائدین مجالس خدام الاحمدیہ بھارت سے گزارش ہے کہ خدام سے "دعوت اِلی اللہ فارم" پُر کروا کر دفتر خدام الاحمدیہ بھارت میں جلد ارسال کریں۔ (مہتمم تبلیغ مجلس خدام الاحمدیہ بھارت)

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
شریف جیولرز
پروپرائیٹر:-
حنیف احمد کامران
حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان
PHONE:- 04524-649.

C.K. ALAVI RABWAH WOOD INDUSTRIES
MAHDI NAGAR, VANIYAMBALAM-679339 (KERALA)
TIMBER LOGS SAWN SIZE
TEAK POLES & WOODEN FURNITURE.

POLTECH CONSULTANT & DISTRIBUTORS
DEALERS IN:- DAY OLD BROILER CHICKS. POULTRY FEED. MEDICINES & ALL TYPES OF POULTRY EQUIPMENTS.
OFFICE/RESIDENCE:- 58-ISHRAT MANZIL NEAR POLICE STATION. WAZIR GANJ. LUCKNOW-226018.
PHONE:- 245860.

NEVER BEFORE
THIS COMFORT
THIS DURABILITY
AND SOLIGHT
NIR
Soniky
HAWAI
A Treat for your feet
NEW INDIA RUBBER WORKS (P) LTD.
34.A DEBENDRA CHANDRA DEY ROAD, CALCUTTA-15.

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
لُتھرا جیولرز
M/S PARVESH KUMAR S/O SHRI GIRDHARI LAL
GOLDSMITH: MAIN BAZAR, QADIAN-143516.

QURESHI ASSOCIATES
MANUFACTURERS – EXPORTERS – IMPORTERS
HIGHLY FASHION LADIES MADE-UP OF 100% PURE LEATHER, SILK WITH SEQUENCES AND SOLID BRASS NOVELTIES/GIFT ITEMS ETC.
MAILING ADDRESS } 4378/4 B. MURARI LAL LANE ANSARI ROAD, NEW DELHI-110002 (INDIA)
PHONES:- 011-3263992, 011-3282643.
FAX:- 91-11-3755121, SHELKA NEW DELHI

YUBA
QUALITY FOOT WEAR
پائی پولیمرز
کلکتہ - ۷۰۰۰۴۶
ٹیلیفون نمبرز:-
43-4028-5137-5206